منظور مینگل دیوبندی کے

"تقلیدِ شخصی پر دلائل" کا

تحقیقی جائزہ

﴿تحقیق﴾

محمّد سلمان شیخ

بسم الله الرحمن الرحيم

❖ فہرست ❖

✱ منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر پہلی دلیل کا جائزہ ✱

منظور مینگل دیوبندی کی کتاب کا سکین آپ کے سامنے ہے تقلید شخصی پر دلیل دیتے ہوئے مینگل روایت نقل کرتا ہے:

رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "تم میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا (جو میرے جانشین ہوں گے) وہ ابو بکر و عمر ہیں۔"

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد مینگل کہتا ہے اگر اس پر اعتراض ہو کہ اس میں تو دو لوگوں کی پیروی کا ذکر ہے جبکہ تقلید ایک کی کرتے ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے سیدنا ابو بکر کی خلافت میں ان کی پیروی کی جاتی رہی پھر سیدنا عمر کی خلافت میں ان کی پیروی کی جاتی رہی۔

یہ ہے مینگل کا تقلید شخصی ثابت کرنا اس کو دیوبندیو نے بڑی توپ چیز بنایا ہوا ہے اور جہالت دیکھیں کیسے بکھیر رہا ہے۔

مینگل کے مطابق سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سیدنا عمر سٹینڈ بائی پر لگے تھے کہ ابھی تمہاری پیروی نہیں ہونی پہلے سیدنا ابو بکر کو فوت ہو لینے دو، تو یہ تقلید شخصی کی دلیل ہے اس کے مطابق،

جبکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دونوں کی اکٹھے پیروی کا حکم دیا ہے، لہذا مینگل کے مطابق ہی صحابہ کرام نے سیدنا ابو بکر و عمر کی پیروی نہیں کی اکٹھے ایک ہی وقت میں،

دوسری بات،

رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کسی کی پیروی کا حکم دینا اس کی دلیل نہیں کہ اس کی تقلید یعنی بلا دلیل پیروی کی جائے بلکہ دلیل کے تحت اس کی پیروی کی جائے گی، چنانچہ

❁ "سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ بھیجا اور اس پر انصار کے ایک شخص (سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو امیر بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں،

پھر امیر فوج کے لوگوں پر غصہ ہوئے اور کہا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے؟

لوگوں نے کہا کہ ضرور دیا ہے۔

اس پر انہوں نے کہا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ لکڑی جمع کرو اور اس سے آگ جلاؤ اور اس میں کود پڑو۔

لوگوں نے لکڑی جمع کی اور آگ جلائی، جب کودنا چاہا تو ایک دوسرے کو لوگ دیکھنے لگے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری آگ سے بچنے کے لیے کی تھی، کیا پھر ہم اس میں خود ہی داخل ہو جائیں۔

اسی دوران میں آگ ٹھنڈی ہو گئی اور امیر کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود پڑتے تو پھر اس میں سے نہ نکل سکتے۔ اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔"

[صحیح البخاري، کتاب الاحکام، حدیث: 7145]

یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مقرر کردہ امام ہے جس کی اطاعت کا رسول پاک نے خود حکم دیا، لیکن اس کی بھی خلاف شریعت بات ماننا جائز نہیں، یہ مقلدو نے خود چار امام بنائے ہوئے ہیں اور ان کے اقوال کو خود پر حجت بنایا ہوا ہے، اور ان کی تقلید کرتے ہیں یعنی قرآن و حدیث کے برعکس امام کے اقوال حجت جانتے ہیں،

تو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقرر کردہ امام کی شریعت محمدیہ کے خلاف ماننے والا آگ میں ہے تو یہ قرآن و حدیث کے برعکس خود ساختہ اماموں کی ماننے والے کیسے آگ سے بچیں گے۔

اسی لیے قیامت کے دن یہ شریعت محمدیہ کے غدار مقلد کہیں گے:

❁ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا.

جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے، کہیں گے اے کاش کہ ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

❁ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا.

اور کہیں گے اے ہمارے رب! بے شک ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے امام اعظموں واعلی حضرتوں کی اطاعت کی تو انھوں نے ہمیں اصل راہ سے گمراہ کر دیا۔

[الاحزاب-66،67]

❁ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد فرمایا:

أطیعونی ما أطعت الله ورسوله، فإذا عصیت الله و رسوله فلاطاعة لی سعلیکم.

"جب تک میں اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو۔اور جب میں اللہ اوراس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت فرض نہیں ہے۔"

مزید فرمایا:

فإن أحسنت فأعینونی، وإن أسأت فقومونی.

"اگر میں اچھا کروں تو میری مدد کرواور اگر برا کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔"

❁ اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھرے مجمع میں ایک عورت کا سیدنا عمر کو اعتراض مشہور ہے کہ جب اللہ پاک نے عورت کے لیے زیادہ سے زیادہ حق مہر کی حد بندی نہیں کی تو عمر تم کون ہوتے ہو حد بندی کرنے والے؟

❁ اسی طرح حج تمتع کے مسئلہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر کی مخالفت کی۔

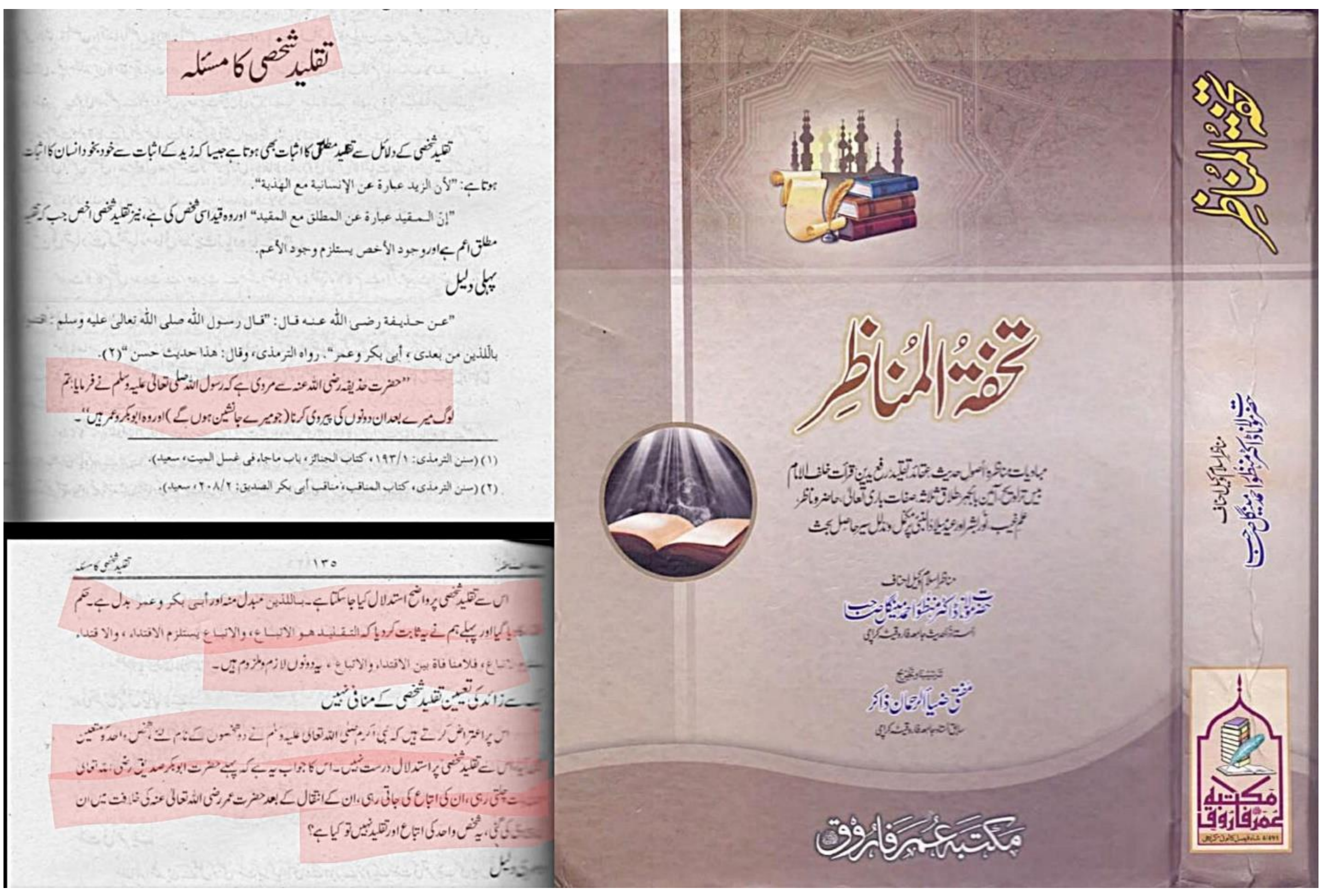
تو معلوم ہوا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اپنے بعد سیدنا ابو بکر و عمر کی پیروی کے حکم کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی تقلید کرنا جیسا کہ مینگل نے سمجھ لیااور بونگی ماردی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دلیل کے تحت ان کی پیروی کرنا،اور یہ حکم صرف سیدنا ابو بکر و عمر کے لیے نہیں بلکہ ہر مسلمانو کے حاکم کے لیے ہے کہ اس کی مشروط پیروی کی جائے گی اور مشروط پیروی تقلید نہیں ہوتی،

تیسری بات،

مینگل کے مطابق رسول پاک نے اپنے فورا بعد سیدنا ابو بکر و عمر کی پیروی کا حکم دے دیا جبکہ چاروں مقلدو کے اماموں نے اپنے بعد کسی کی پیروی کا حکم نہیں دیا، یہ رسول پاک کی مخالفت کر گئے چاروں امام،

جب رسول پاک کے فورا بعد امتیوں کی تقلید کی ضرورت تھی تو چاروں اماموں کے بعد ضرورت نہیں تھی، یہ تو اپنے امام کو نبی سے بڑھانا ہے کہ نبی پاک کے فورا بعد تو کسی دوسرے کی تقلید کی ضرورت پڑ جائے اور تیرے امتی امام کے صدیوں بعد بھی کسی دوسرے کی ضرورت نہ پڑے،

بہر حال مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی ثابت کرنے کی کوشش دیکھ کر یہ ثابت ہوا کہ مقلد پی ایچ ڈی بھی کر لے پھر بھی جاہل کا جاہل ہی رہتا ہے۔



تقلید شخصی کا مسئلہ

تقلید شخصی کے دلائل سے تقلید مطلق کا اثبات بھی ہوتا ہے جیسا کہ زید کے اثبات سے خود بخود انسان کا اثبات ہوتا ہے: "لأن الزيد عبارة عن الإنسانية مع الهذية".

"إن المقيد عبارة عن المطلق مع المقيد" اور وہ قید اسی شخص کی ہے، نیز تقلید شخصی اخص جب کہ تقلید مطلق اعم ہے اور وجود الأخص يستلزم وجود الأعم.

پہلی دلیل

"عن حذيفة رضي الله عنه قال: "قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: اقتدوا باللذين من بعدي، أبي بكر وعمر". رواه الترمذي، وقال: هذا حديث حسن "(٢).

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا (جو میرے جانشین ہوں گے) اور وہ ابو بکر و عمر ہیں''۔

(١) (سنن الترمذي: ١٩٣/١، كتاب الجنائز، باب ماجاء في غسل الميت، سعيد).

(٢) (سنن الترمذي، كتاب المناقب، مناقب أبي بكر الصديق: ٢٠٨/٢، سعيد).

تقلید شخصی کا مسئلہ ١٣٥

اس سے تقلید شخصی پر واضح استدلال کیا جا سکتا ہے۔ باللذين مبدل منہ اور أبي بكر وعمر بدل ہے۔ حکم ... یا گیا اور پہلے ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ التقليد هو الاتباع، والاتباع يستلزم الاقتداء، والاقتداء ... اتباع، فلامنافاة بين الاقتداء والاتباع، یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

... سے زائد کی تعیین تقلید شخصی کے منافی نہیں

... اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دو شخصوں کے نام لئے شخص واحد و متعین ... اس سے تقلید شخصی پر استدلال درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی ... چلتی رہی، ان کی اتباع کی جاتی رہی، ان کے انتقال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت میں ان ... کی گئی، یہ شخص واحد کی اتباع اور تقلید نہیں تو کیا ہے؟

... دلیل

✱ منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر دوسری دلیل کا جائزہ ✱

منظور مینگل دیوبندی نے تقلید شخصی کی دوسری دلیل یہ پیش کی ہے:

"میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے خلفاء راشدین کی۔"

مینگل کہتا ہے خلفاء راشدین کے طریقے کو مضبوطی سے تھامے رہو، تقلید شخصی میں امام کی بتائی ہوئی تشریح پر عمل کیا جاتا ہے،

مینگل کہتا ہے، کوئی اعتراض کرے کہ اس میں تو چار خلفاء راشدین کا ذکر ہے اور تم ایک کی تقلید کرتے ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ چاروں یکے بعد دیگرے خلفاء ہوئے اس لیے ان کی اپنے اپنے وقت میں تقلید ہوتی رہی لہذا یہ تقلید شخصی ہے۔

مینگل دیوبندی کی پہلی جہالت یہ ہے کہ اس نے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خلفاء راشدین کی سنت کو الگ الگ قرار دے کر خلفاء راشدین کی سنت کو ماننا تقلید شخصی کی دلیل بنالیا، آئیں اس حدیث کا صحیح مطلب علماء اہل سنت سے سمجھتے ہیں:

❁ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"خلفاء راشدین نے ہر سنت رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق ہی اختیار کی ہے، چنانچہ وہ رسول پاک کی ہی سنت ہوئی، لہذا دین میں صرف وہی چیز واجب، حرام، مستحب، مکروہ یا مباح ہے جس کو رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے واجب، حرام مستحب مکروہ یا مباح قرار دیا ہے۔"

❁ امام فلانی رحمہ اللہ اسی حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب یہ کہا جائے فلاں کام رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابو بکر و عمر کی سنت ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ رسول پاک اپنی وفات تک اسی سنت پر قائم رہے،

میرا خیال ہے کہ حدیث......(((علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین من بعدی))) کو اس معنی پر محمول کیا جائے تا کہ عطف میں اشکال باقی نہ رہے، کیونکہ خلفاء راشدین صرف وہی سنت اپناتے تھے جس پر رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم گامزن تھے۔"

❁ ملا علی قاری حنفی اس مذکورہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

"خلفاء راشدین صرف رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے تھے، لہذا سنت کی نسبت ان کی طرف یا تو ان کے اس سنت کے عالم ہونے کی وجہ سے ہے، یا اس سے استنباط کرنے کی وجہ سے ہے یا اس کو اختیار کرنے کی وجہ سے ہے"

❁ عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ ملا علی قاری حنفی کا بیان نقل کرنے کے بعد اس کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خلفاء راشدین کی سنت سے مراد صرف ان کا وہ طریقہ ہے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طریقے کے مطابق ہو"

❁ عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ امام صنعانی رحمہ اللہ کا بیان اس حدیث کے تحت نقل کرتے ہیں:

"اس حدیث میں خلفاء راشدین کی سنت سے مراد صرف ان کا وہ طریقہ ہے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طریقے کے مطابق ہو، مثلاً دشمنوں سے جہاد اور دین کے شعائر کو قوت دینے کے معاملات"

❁ عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ امام شوکانی رحمہ اللہ کا بیان اس حدیث کے تحت نقل کرتے ہیں:

"سنت کا معنی ہے طریقہ، تو گویا رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یوں فرمایا ہے کہ تم میرے اور خلفاء راشدین کے طریقے کو لازم پکڑو۔ ان کا طریقہ وہی ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طریقہ تھا کیونکہ وہ لوگوں میں سب زیادہ سنت رسول کو اختیار کرنے کا شوق رکھتے تھے اور ہر چیز میں اس پر عمل کرتے تھے۔"

علماء اہل سنت کے بیانات سے معلوم ہوا کہ حدیث "میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو" کا مطلب یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خلفاء راشدین کی سنت ایک ہی ہے کیونکہ خلفاء راشدین سنت رسول پر ہی عمل کرتے تھے۔ تو جب یہ معلوم ہو گیا کہ سنت رسول اور خلفاء راشدین کی سنت ایک ہی ہے تو پھر سنت کو ماننا تقلید نہیں ہوتا۔

دوسری بات،

مینگل نے تقلید شخصی کی پہلی دلیل جو دی تھی اس میں سیدنا ابو بکر و عمر کی پیروی کا ذکر تھا یہاں اب چار خلفاء راشدین کی پیروی کا ذکر آگیا تو دو خلفاء والی روایت پیش کرنے کے کیا معنی؟ جب چاروں میں سیدنا ابو بکر و عمر بھی شامل ہیں۔

سچی بات یہ ہے کہ مینگل دیوبندی کو ابھی تک یہ ہی سمجھ نہیں آئی کہ تقلید کہتے کسے ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہو میں کہتا ہوں رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اور تم کہتے ہو ابو بکر و عمر نے یوں کہا۔"

یہ ہے تقلید جس کا ابن عباس رضی اللہ عنہ رد فرما رہے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بر عکس ابو بکر و عمر کی بات ماننا بھی موجب عذاب ہے۔

تیسری بات،

اگر بالفرض رسول پاک اور خلفاء راشدین کی سنت الگ الگ مان لیں تو اسی حدیث میں پہلے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کو لازم پکڑنے کا ذکر ہے، اب یہ مینگل اکٹھی تین طلاق کے مسئلے میں دیوبندیو کو سنت رسول پکڑنے نہیں دیتا، رکعت تراویح کے مسئلے میں سنت رسول پکڑنے نہیں دیتا، عورتوں کے نماز کے لیے مسجد و عید گاہ جانے پر سنت رسول پکڑنے نہیں دیتا، طریقہ نماز، حلالہ وغیرہ وغیرہ، تو اس حدیث پر تم خود تو پہلے عمل کر لو پھر ہمارے آگے اسے پیش کرنا، حقیقت میں یہ حدیث تقلید شخصی کی لعنت کی نفی کرتی ہے جسے یہ مینگل اپنی جہالت سے تقلید شخصی کی دلیل بنا رہا ہے،

چوتھی بات،

مینگل دیوبندی نے یہ پتہ نہیں کہاسے نکال لیا حدیث سے کہ چاروں خلفاء راشدین کی الگ الگ سنتیں پکڑنی ہیں، جبکہ حدیث کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو چاروں خلفاء راشدین کی مجموعی سنت ہو اس کو لازم پکڑو، تو ثابت ہوا کہ مینگل دیوبندی نے بونگیوں سے ہی کام چلایا ہے یہاں بھی۔

عن العرباض بن سارية قال: وعظنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوماً بعد صلوة الغداة موعظةً بليغةً، ذرفت منها العيون، ووجلت منها القلوب، فقال رجل: إن هذه موعظة مودع، فماذا تعهدنا يارسول الله! قال: أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة، وإن عبدٌ حبشيٌّ، فإنه من يعش منكم يرى اختلافاً كثيراً، وإياكم ومحدثات الأمور، فإنها ضلالةٌ، فمن أدرك ذلك منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عليها بالنواجذ. هذا حديث حسن صحيح"(١).

''حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ہم کو نہایت مؤثر انداز میں نصیحت کی کہ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دلوں میں خوف پیدا ہوگیا، ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ! معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری نصیحت ہے، آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرتے رہو اور تم کو مسلمان سردار جو کہے سننے اور بجالانے کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ وہ سردار حبشی غلام ہو، تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، لہٰذا تمہیں چاہیے کہ دین میں نئی نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو، اس لئے کہ وہ

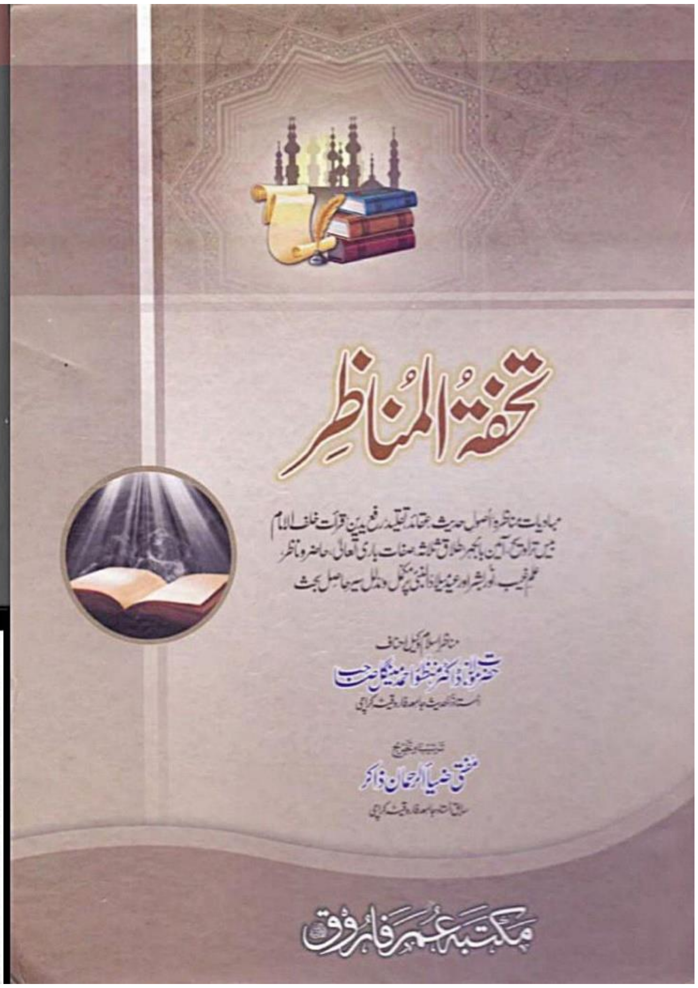
(١) سنن الترمذي: ٢/٩٦، كتاب العلم، باب الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، سعيد).

تقلید شخصی کا مسئلہ ١٣٦ تحفۃ المناظر

گمراہی ہے۔ ایسی حالت میں تم پر لازم ہے کہ میرے اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقے کو لازم جانو اور اسی طریقے پر بھروسہ رکھو اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو''۔

حکم دیا کہ خلفاء راشدین کے بتائے ہوئے طریقے کو بھی مضبوطی سے تھامے رہو، تقلید شخصی میں امام کی بتائی ہوئی تشریح پر عمل کیا جاتا ہے۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ''خلفاء'' جمع کا صیغہ ہے اور خلفاء چار ہیں، لہٰذا یہ تقلید شخصی نہیں۔ جواب یہ ہے کہ اگرچہ خلفاء جمع کا صیغہ ہے اور خلفاء چار ہیں لیکن نفس الامر اور خارج میں لوگوں کا واسطہ پہلے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور حضرت علی سے پڑا، یعنی تقلید شخصی کا تحقق نفس الامر اور خارج میں علی سبیل البدلیت ہوا۔



✱ منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر تیسری دلیل کا جائزہ ✱

تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے مقلد مولوی منظور مینگل نے جو تیسری دلیل پیش کی وہ یہ ہے کہ :

"اہل مدینہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عورت کو طواف کے بعد حیض آجائے تو کیا کرے، ابن عباس نے فرمایا وہ واپس چلی جائے، اس پر اہل مدینہ نے کہا کہ ہم آپ کی بات پر عمل نہیں کریں گے اور سیدنا زید بن ثابت کی بات نہیں چھوڑ سکتے۔"

منظور مینگل دیوبندی نے یہ آدھی حدیث نقل کرنے کے بعد کہا کہ اہل مدینہ نے صاف طور پر کہا کہ ابن عباس کی بات نہیں مانتے ہم زید بن ثابت کی ہی بات مانیں گے، یہ تقلید شخصی نہیں تو کیا ہے؟

حقیقت میں یہ بھی تقلید شخصی کے رد پر دلیل ہے جسے مینگل دیوبندی نے اپنی جہالت سے تقلید شخصی کی دلیل سمجھ لیا، پہلے پوری حدیث دیکھ لیں:

❁ "مدینہ کے لوگوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک عورت کے متعلق پوچھا کہ جو طواف کرنے کے بعد حائضہ ہو گئی تھیں، آپ نے انہیں بتایا کہ (انہیں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں بلکہ) چلی جائیں۔ لیکن پوچھنے والوں نے کہا ہم ایسا نہیں کریں گے کہ آپ کی بات پر عمل تو کریں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بات چھوڑ دیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم مدینہ پہنچ جاؤ تو یہ مسئلہ وہاں (اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے) پوچھنا۔ چنانچہ جب یہ لوگ مدینہ آئے تو پوچھا، جن اکابر سے پوچھا گیا تھا ان میں ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں اور انہوں نے (ان کے جواب میں وہی) صفیہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ۔"

اس حدیث میں واضح ہے کہ اہل مدینہ نے مسئلہ کی تحقیق کی جو کہ تقلید کی ضد ہے، اسی لیے انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کا حکم پوچھا، اگر وہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تقلید کر رہے ہوتے تو انہیں سیدنا عبداللہ بن عباس سے مسئلہ کا حل پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہی دلیل ہے کہ اہل مدینہ سیدنا زید بن ثابت کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

ابن عباس کے مسئلہ بتانے کے بعد انہوں نے سیدنا زید کے موقف کو ہی راجح سمجھا اور کہا کہ ہم انہیں کے فتوی پر عمل کریں گے آپ کا فتوی نہیں مانیں گے۔

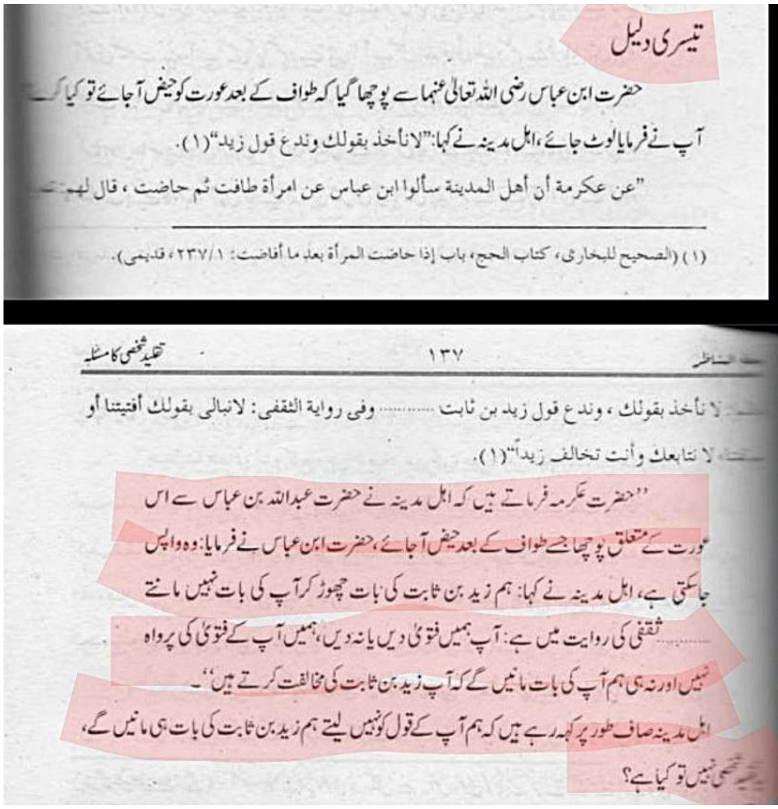
پھر ابن عباس نے انہیں دیگر اہل علم صحابہ کرام کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا اور اہل مدینہ نے دیگر اہل علم صحابہ کرام سے بھی وہ مسئلہ پوچھا انہوں نے سیدہ صفیہ کی صحیح حدیث پیش کی جس کے مطابق ابن عباس کا فتوی تھا، لہذا پھر وہی اختیار کیا گیا، اگر تو حدیث ملنے کے بعد اہل مدینہ کہتے کہ ہم زید بن ثابت کی مانیں گے کیونکہ ان کے پاس کوئی اور دلیل ہو گی جیسا کہ مقلدو کا شیوہ ہے تو پھر یہ تقلید تھی۔

اہل مدینہ کا ابن عباس سے مسئلہ کی تحقیق کرنا پھر دیگر اہل صحابہ کرام سے اسی مسئلہ کی تحقیق کرنا پھر صحیح حدیث ملنے پر اسے اختیار کرنا یہ ساری باتیں تقلید شخصی کی دھجیاں اڑا رہی ہیں اور مینگل دیوبندی اپنی جہالت سے اسے تقلید شخصی کی دلیل بنا رہا ہے۔

تقلید شخصی یہ ہے جیسا کہ محمود الحسن دیوبندی نے تقریر ترمذی میں کہا کہ :

❁ "حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ترجیع امام شافعی کے قول کو ہے لیکن ہم امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں ہم پر ان کی تقلید واجب ہے"

یعنی حق جان کر بھی امام کا قول نہ چھوڑنا یہ تقلید ہے جبکہ اہل مدینہ کا عمل تو اس کے خلاف ہے وہ حق کے متلاشی بنے اور اس کے لیے جدوجہد کی پھر حق ملنے پر اسے قبول کیا تو یہ تقلید نہیں بلکہ تقلید کی نفی ہے اور مینگل اسے تقلید شخصی بنا رہا ہے، اہل حدیث کے آگے یہ ایسے بونگیاں مارتے ہیں اور اپنی عوام پھدو لگانے میں ماہر ہیں۔



تیسری دلیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ طواف کے بعد عورت کو حیض آجائے تو کیا کر... آپ نے فرمایا لوٹ جائے، اہل مدینہ نے کہا: "لا نأخذ بقولك وندع قول زيد"(۱).

"عن عكرمة أن أهل المدينة سألوا ابن عباس عن امرأة طافت ثم حاضت، قال لهم...

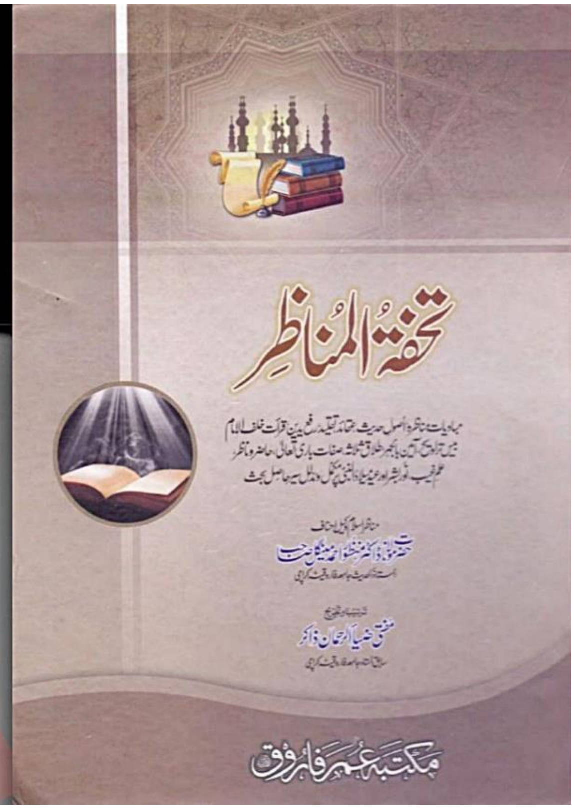
(۱) (الصحيح للبخاري، كتاب الحج، باب إذا حاضت المرأة بعد ما أفاضت: ۱/۲۳۷، قديمي).

...ناظر — ۱۳۷ — تقلید شخصی کا مسئلہ

... لا نأخذ بقولك، وندع قول زيد بن ثابت .... وفي رواية الثقفي: لانبالي بقولك أفتيتنا أو ... لا تابعك وأنت تخالف زيداً"(۱).

''حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اس عورت کے متعلق پوچھا جسے طواف کے بعد حیض آجائے، حضرت ابن عباس نے فرمایا: وہ واپس جاسکتی ہے، اہل مدینہ نے کہا: ہم زید بن ثابت کی بات چھوڑ کر آپ کی بات نہیں مانتے .... ثقفی کی روایت میں ہے: آپ ہمیں فتویٰ دیں یا نہ دیں، ہمیں آپ کے فتویٰ کی پرواہ نہیں اور نہ ہی ہم آپ کی بات مانیں گے کہ آپ زید بن ثابت کی مخالفت کرتے ہیں''۔

اہل مدینہ صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کے قول کو نہیں لیتے ہم زید بن ثابت کی بات ہی مانیں گے، ... شخصی نہیں تو کیا ہے؟



✱ منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر چوتھی دلیل کا جائزہ ✱

مینگل دیوبندی صحیح بخاری کی حدیث سے مرضی کا ٹکڑا کاٹ کر اپنی مرضی کا ترجمہ کر کے تقلید شخصی ثابت کر رہا ہے،

مینگل دیوبندی کہتا ہے سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے فرمایا:

لا تسالوني ما دام هذا الحبر فيكم.

اس کا ترجمہ مینگل دیوبندی نے یہ کیا ہے کہ ابو موسی کہتے ہیں کہ جب تک یہ (عبداللہ بن مسعود) موجود ہیں انہی کی اتباع کرو اور پیش آمدہ مسائل کا حل انہی سے پوچھو، شخص واحد ہیں اور تقلید شخصی بھی یہی چیز ہے۔

یہ مینگل دیوبندی نے تقلید شخصی ثابت کی ہے اپنی طرف سے، پہلے صحیح بخاری کی پوری حدیث ملاحظہ فرمائیں:

❁ "ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا اور بہن کو آدھا ملے گا اور تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہاں جا، شاید وہ بھی یہی بتائیں گے۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی بات بھی پہنچائی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں اگر ایسا فتویٰ دوں تو گمراہ ہو چکا اور ٹھیک راستے سے بھٹک گیا۔ میں تو اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا، پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا، اس طرح دو تہائی پوری ہو جائے گی اور پھر جو باقی بچے گا وہ بہن کو ملے گا۔ پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات ان تک پہنچائی تو انہوں نے کہا کہ جب تک یہ عالم تم میں موجود ہیں مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو"

یہ پوری حدیث آپ کے سامنے ہے اس کا ترجمہ دیکھ لیں اور مینگل نے جو ڈنڈی ماری ہے وہ بھی دیکھ لیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دلیل سے فتوی دیا رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان پیش کیا، جس پر سیدنا ابو موسی نے فرمایا کہ تم ان سے مسائل پوچھو جب تک یہ موجود ہیں، تو اس سے تقلید شخصی کہاں سے نکل آئی، تقلید تو بے دلیل ماننا

ہے جبکہ یہاں ابن مسعود دلیل سے فتویٰ دے رہے ہیں، یہ تو تقلید شخصی کا رد ہے کہ بے دلیل والے کی نہیں ماننی جو دلیل سے فتوی دے اس کی ماننی ہے۔

پھر فتح الباری میں خود سیدنا ابو موسیٰ کا اپنے فتوے سے رجوع بھی موجود ہے جو انہوں نے سیدنا ابن مسعود سے دلیل جان لینے کے بعد رجوع کیا اپنے موقف سے۔

تو یہ سراسر تقلید کی نفی ہے جسے مینگل اپنی جہالت سے تقلید شخصی کی دلیل بنا رہا ہے، خود جو دلیل جان لینے کے بعد کہتا ہے کہ ہمارے امام کے پاس اس کے بر عکس کوئی اور دلیل ہو گی اور اگر نہ بھی ہو تو ہمیں کیا ہم مقلد ہیں۔ جبکہ سیدنا ابو موسیٰ نے دلیل ملنے کے بعد رجوع کیا۔

دوسری بات،

عالم کی طرف مسائل کے حل کے لیے رجوع کرنا تقلید نہیں یہ مینگل دیوبندی کے اپنے اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے،

یہ تقلید تب بنتی ہے جب عالم کی بے دلیل بات کو اپنے اوپر حجت مانا جائے کہ اس کے بر عکس اگر دلیل ملی تو بھی عالم کا قول نہیں چھوڑنا، اگر حجت نہ سمجھتے ہوئے عالم کی بات مانی جائے تو یہ تقلید نہیں ہوتی، اس لیے میں کہتا ہوں کہ مینگل کو ابھی تقلید کا ہی نہیں پتہ کہ تقلید کس بلا کا نام ہے،

تیسری بات،

دلیل کے تحت ماننا تقلید نہیں یہ تقلید تو تب ہوتی جب سیدنا ابو موسیٰ سیدنا ابن مسعود کا بے دلیل قول ماننے کی تلقین کرتے، اور دلیل ملنے پر بھی اسی بے دلیل قول پر جمود کا کہتے، جبکہ سیدنا ابو موسیٰ نے ایسی کوئی بات نہیں کی بلکہ ابن مسعود کا خود سے زیادہ قرآن وحدیث کا عالم ہونے کی وجہ سے ان سے کتاب وسنت کے مطابق مسائل کا حل پوچھنے کی تلقین کی،

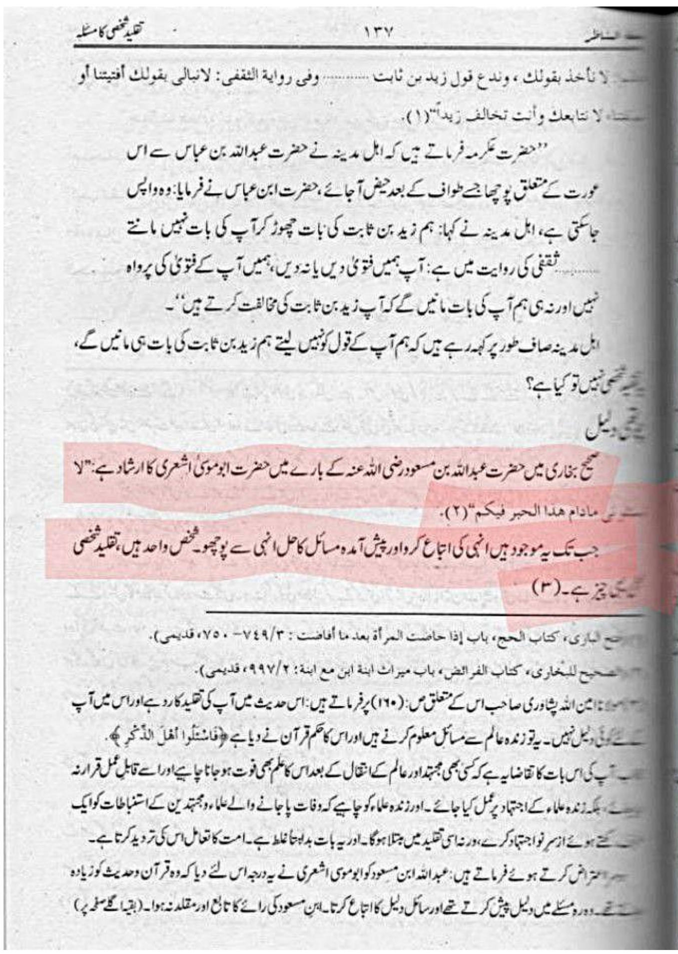
چوتھی بات،

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اپنا صحیح فرمان ثابت ہے:

❁ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ ، أَنَّهُ قَالَ: " لَا تُقَلِّدُوا دِينَكُمُ الرِّجَالَ.

کہ "دین میں آدمیوں کی تقلید نہ کرو۔"

اب مینگل دیوبندی یہ مانے کیونکہ سیدنا ابو موسی نے سیدنا ابن مسعود کی ماننے کی تلقین کی ہے، ظاہر ہے جن کو ابو موسی نے تلقین کی انہوں نے ابن مسعود کا یہ قول بھی مانا کہ دین میں لوگو کی تقلید نہیں کرنی، تو جب ابن مسعود دوسروں کو لوگوں کی تقلید سے منع کر رہے ہیں تو اپنی تقلید کیسے کرنے دیں گے جو مینگل دیوبندی کروا رہا ہے۔



تقلید شخصی کا مسئلہ ۱۳۷

لا نأخذ بقولك ، وندع قول زيد بن ثابت .... وفي رواية الثقفي: لانبالي بقولك أفتيتنا أو لا تابعك وأنت تخالف زيداً"(١).

"حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اس عورت کے متعلق پوچھا جسے طواف کے بعد حیض آجائے، حضرت ابن عباس نے فرمایا: وہ واپس جاسکتی ہے، اہل مدینہ نے کہا: ہم زید بن ثابت کی بات چھوڑ کر آپ کی بات نہیں مانتے .... ثقفی کی روایت میں ہے: آپ ہمیں فتویٰ دیں یا نہ دیں، ہمیں آپ کے فتویٰ کی پرواہ نہیں اور نہ ہی ہم آپ کی بات مانیں گے کہ آپ زید بن ثابت کی مخالفت کرتے ہیں"۔

اہل مدینہ صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کے قول کو نہیں لیتے ہم زید بن ثابت کی بات ہی مانیں گے،

شخصی نہیں تو کیا ہے؟

دلیل

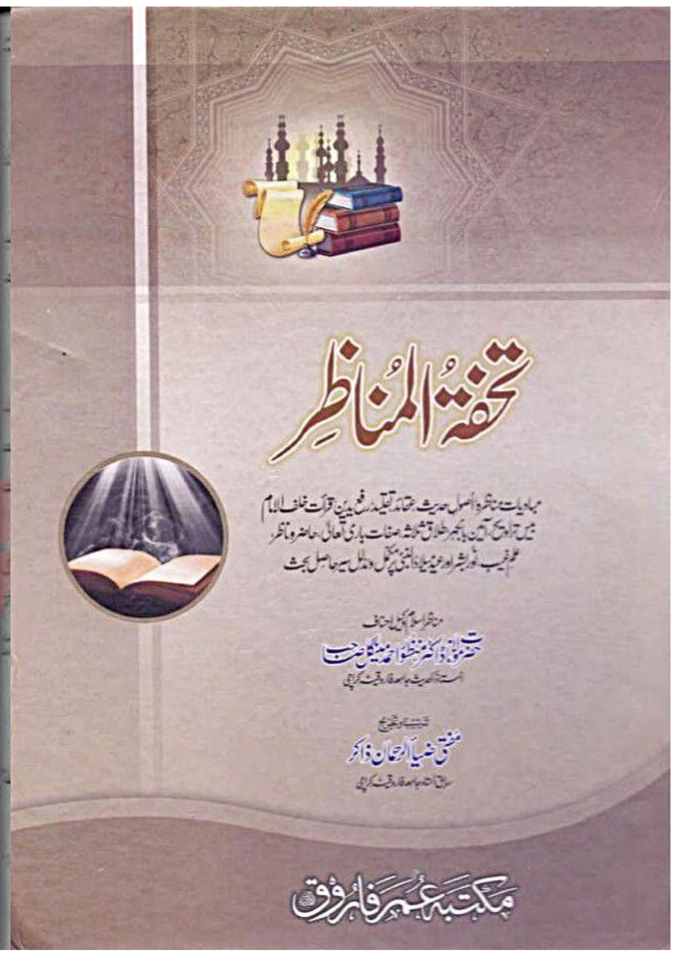
صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کا ارشاد ہے: "لا ... مادام هذا الحبر فيكم"(٢).

جب تک یہ موجود ہیں انہی کی اتباع کرو اور پیش آمدہ مسائل کا حل انہی سے پوچھو۔ شخص واحد ہیں، تقلید شخصی ... چیز ہے۔(٣)

... الباری، كتاب الحج، باب إذا حاضت المرأة بعد ما أفاضت : ٣/٧٤٩-٧٥٠، قديمی).

... الصحيح للبخاری، كتاب الفرائض، باب ميراث ابنة ابن مع ابنة: ٢/٩٩٧، قديمی).

... امین اللہ پشاوری صاحب اس کے متعلق ص: (١٦٠) پر فرماتے ہیں: اس حدیث میں آپ کی تقلید کا رد ہے اور اس میں آپ ... کوئی دلیل نہیں۔ یہ تو زندہ عالم سے مسائل معلوم کرتے ہیں اور اس کا حکم قرآن نے دیا ہے ﴿فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ﴾۔ ... آپ کی اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ کسی بھی مجتہد اور عالم کے انتقال کے بعد اس کا علم بھی فوت ہو جانا چاہیے اور اسے قابل عمل قرار نہ ... بلکہ زندہ علماء کے اجتہاد پر عمل کیا جائے۔ اور زندہ علماء کو چاہیے کہ وفات پا جانے والے علماء و مجتہدین کے استنباطات کو ایک ... کئے ہوئے از سر نو اجتہاد کرے، ورنہ اسی تقلید میں مبتلا ہوگا۔ اور یہ بات بداہتاً غلط ہے۔ امت کا تعامل اس کی تردید کرتا ہے۔ ... اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عبداللہ ابن مسعود کو ابوموسیٰ اشعری نے یہ درجہ اس لئے دیا کہ وہ قرآن و حدیث کو زیادہ ... تھے۔ وہ ہر مسئلے میں دلیل پیش کرتے تھے اور سائل دلیل کا اتباع کرتا۔ ابن مسعود کی رائے کا تابع اور مقلد نہ ہوا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)



✱ منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر پانچویں دلیل کا جائزہ ✱

تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے مینگل نے جو پانچویں دلیل پیش کی وہ یہ ہے:

"معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے کچھ لوگوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو (قاضی بنا کر) یمن بھیجا، تو آپ نے پوچھا:

"تم کیسے فیصلہ کرو گے؟"،

انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلے کروں گا، آپ نے فرمایا: "اگر (اس کا حکم) اللہ کی کتاب (قرآن) میں موجود نہ ہو تو؟"، معاذ نے کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلے کروں گا، آپ نے فرمایا: "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بھی (اس کا حکم) موجود نہ ہو تو؟"، معاذ نے کہا: (تب) میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ آپ نے فرمایا: "اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو (صواب کی) توفیق بخشی۔"

مینگل دیوبندی کہتا ہے کہ اہل یمن کم علم تھے، سیدنا معاذ ان کے مسائل کا حل پیش کریں گے اور وہ مسائل کا حل سیدنا معاذ سے دریافت کریں گے، یہی تقلید شخصی ہے۔

پہلی بات،

یہ روایت جامع ترمذی میں موجود ہے اور ضعیف ہے، اس کا راوی حارث بن عمرو مجہول ہے اور "رجال من أصحاب معاذ" بھی مجہول ہیں، اس لیے علامہ البانی اور شیخ زبیر علی زئی دونوں نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

یہ وہ مقلد ہیں جن کے نزدیک خبر واحد سے جو اگرچہ صحیح ثابت ہو اس سے بھی احکام ثابت نہیں ہوتے اور خود تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے ضعیف روایت پیش کر رہے ہیں۔

دوسری بات،

روایت کے متن میں تقلید شخصی کا دور دور تک کوئی نشان نہیں، قرآن و سنت سے حل نہ ملنے پر سیدنا معاذ بن جبل کے اجتہاد کرنے کی بات ہے، آگے اہل یمن کے سیدنا معاذ کے اجتہاد کی تقلید کرنا مینگل دیوبندی کا اپنا وہم ہے، سیدنا معاذ نے یہی تعلیم آگے دینی ہے جس پر خود عمل پیرا ہیں یعنی کتاب و سنت میں مسئلہ کا حل نہ ملنے پر اجتہاد کرو نہ کہ تقلید کرو، کیونکہ اجتہاد کرنے والا اگر غلطی پر بھی ہو تو ایک اجر کا مستحق ہے۔

اور عامی کا اجتہاد یہ ہے کہ وہ قرآن و سنت کا ماہر عالم تلاش کر کے اس سے مسئلہ کا حل پوچھے، کیونکہ اگر گمراہ عالم سے پوچھے گا تو خود بھی گمراہ ہو گا، لہذا عامی اس درجے میں مجتہد ہے کہ کتاب و سنت کے ماہر عالم کو تلاش کرنے کی جدوجہد کرے، مقلد بننے کی شریعت میں گنجائش نہیں ہے۔

پھر یہ تقلید تو تب بنے گا جب اہل یمن سیدنا معاذ کے اجتہاد کو حجت قرار دے کر اس کی پیروی کریں، جبکہ وہاں روایت میں ایسا کچھ بھی نہیں۔

تیسری بات،

اجتہاد جو قرآن و سنت کی نصوص پر ہوتا ہے جس کا مینگل کو بھی اقرار ہے، اس کو ماننا بھی تقلید نہیں کیونکہ تقلید کسی کے بے دلیل قول کو حجت ماننے کا نام ہے، اگر کسی کا اجتہاد اس بنیاد پر اختیار کرنا کہ اس کے خلاف دلیل مل جانے یا زیادہ قوی موقف مل جانے پر اسے چھوڑ دوں گا یہ تقلید نہیں۔

چوتھی بات،

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

❁ ”رہا عالم کی غلطی کا مسئلہ تو (سنو) اگر وہ سیدھے راستے پر بھی (جا رہا) ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو۔“

اس قول کی سند حسن ہے،

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ خود لوگو کو تقلید سے منع کرتے رہے ہیں اور یہ مینگل دیوبندی سیدنا معاذ بن جبل کی ہی تقلید کروا رہاہے لوگو سے، جو خود لوگو کو تقلید سے منع کرے وہ اپنی تقلید کیسے کرنے دے گا؟

آخری بات،

مینگل دیوبندی کہتا ہے کہ اس روایت میں قرآن و سنت کے علاوہ اجتہاد کا بھی ذکر ہے اور اہل حدیث اپنے دو اصول کا نعرہ لگاتے ہیں قرآن و سنت کی پیروی جبکہ روایت میں تیسرے اجتہاد کا بھی ذکر ہے۔

اہل حدیث کے بنیادی اصول دو ہی ہیں قرآن و سنت، اجماع و اجتہاد یہ ذیلی مآخذ ہیں۔

اس کے بھی اہل حدیث ہی قائل ہیں کہ قران و سنت میں صراحتاً مسائل کا حل نہ ملے تو اجتہاد کیا جائے جبکہ مقلدو نے تو چوتھی صدی کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا اور مقلد کے لیے اجتہاد کرنا ناجائز ہے، جبکہ مقلد مینگل کی پیش کردہ روایت میں اجتہاد کرنے کا ذکر ہے تو یہ روایت خود مقلدو کے ہی خلاف ہے۔

اگر مینگل دیوبندی کہے کہ مقلد بھی اجتہاد کر سکتا ہے، تو پھر ہمارا مقدمہ ثابت ہوا کہ عامی بھی کسی نہ کسی درجے میں مجتہد ہے مقلد بننے کی شریعت میں گنجائش نہیں۔

مقلد اجتہاد کر کے مقلد ہی رہتا ہے یہ بھی عجیب معاملہ ہے جیسا کہ آج کل کے دیوبندی مولوی جدید مسائل میں اجتہاد کر رہے ہوتے ہیں یہ پھر بھی خود کو مقلد ہی کہتے ہیں، اب یہ مقلد بننے والا ذلت کا طوق تم لوگو کے نصیب میں لکھ دیا گیا ہے تو گلے میں ڈالے رکھو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

پانچویں دلیل

"حدثنا هناد، ثنا وكيع، عن شعبة، عن أبي عون، عن الحارث بن عمرو، عن رجل من أصحاب معاذ، عن معاذ أنّ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بعث معاذاً إلى اليمن، فقال كيف تقضي؟ فقال: أقضي بما في كتاب الله، قال: فإن لم يكن في كتاب الله قال: فبسنة رسول الله، قال: إن لم يكن في سنة رسول الله – صلى الله تعالى عليه وسلم– قال: أجتهد رائي، قال: الحمدلله الذي وفق رسولَ رسولِ الله لما يحب ويرضى"(١).

"حضرت معاذ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو فرمایا: وہاں کس طرح فیصلے کرو گے؟ حضرت معاذ نے جواب دیا: قرآن کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ صلی

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) جواب: یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے آپ کوئی مثالیں پیش کریں ہوں گی جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود نے سائل کے سامنے دلیل پیش کی ہو۔ ودونہ خرط القتاد. علاوہ ازیں یہ بات تسلیم کے تو چارہ ہی نہیں کہ سائل نے فہم المسئلۃ من الدلیل تو حضرت عبداللہ بن مسعود کی تقلید کی، بہر حال تقلید سے مفر نہیں۔

تیسرا اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس روایت میں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اتباع کا ذکر ہے، نہ کہ امام ابوحنیفہ اور تم لوگ تو صحابہ کی تقلید کو حرام سمجھتے ہو۔

جواب: یہ اثر تقلیدِ شخصی کے نفسِ جواز پر پیش کیا گیا ہے کہ تقلیدِ شخصی جائز ہے۔ جب اصل ثابت ہے تو ہر جزئی کے اثبات کے لئے دلیل کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ ورنہ اگر کوئی مطالبہ کرتے کہ کسی اثر میں مولانا امین اللہ پشاوری صاحب کا نام دکھایا جائے کہ وہ اپنی فطرت وعادت سے مجبور ہو کر اکابرین امت کے بارے جن اخلاق عالیہ کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ ناجائز ہے تو یہ مطالبہ فضول ہوگا۔ کیوں کہ اکابرین کو سب وطعن کا نشانہ بنانے کی ممانعت ثابت ہو چکی تو اب نشانہ بنانے والا زید ہو یا بکر یا مولانا امین اللہ سب پر وعید صادق آئے گی۔

چوتھا اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جب تک یہ عالم موجود ہیں" سے معلوم ہوا کہ مردے سے نہیں پوچھا جاتا شاید آپ کے امام صاحب ہنوز زندہ ہیں۔ کیا ہو گیا آپ کو آپ بریلویوں سے بھی آگے نکل گئے۔

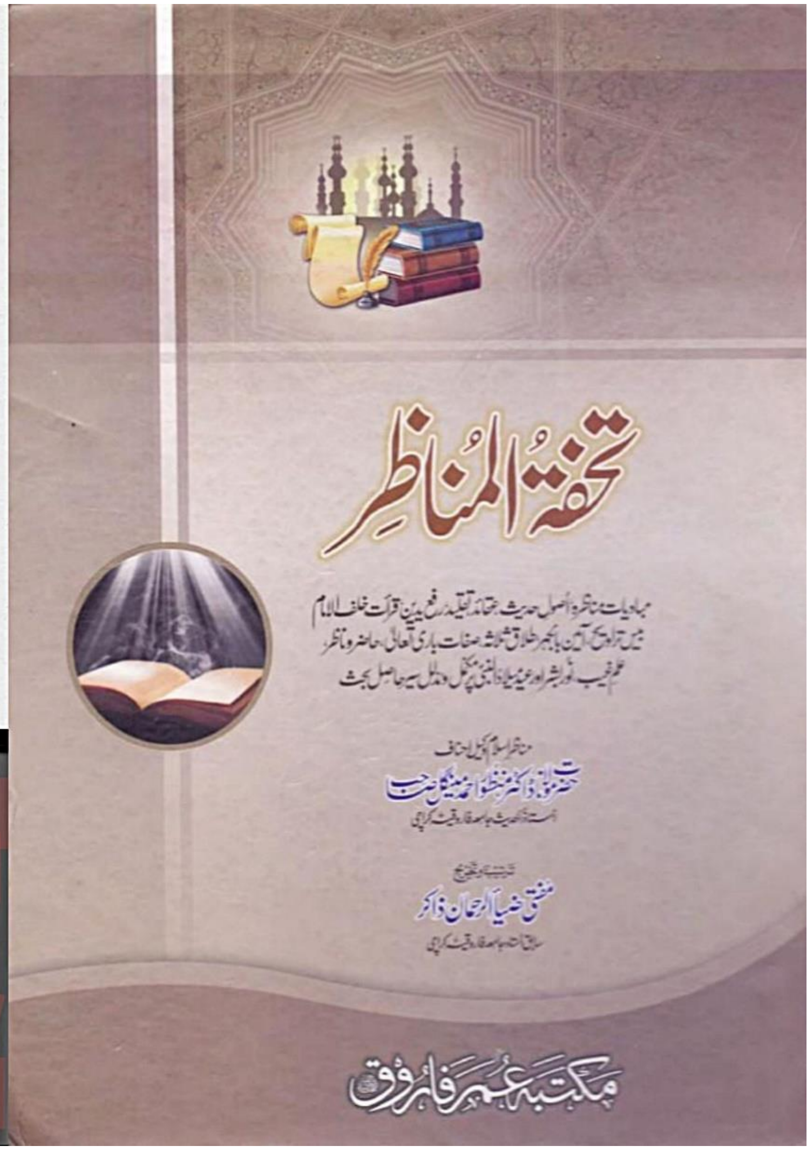
جواب: اگر یہ قول نہ ہوتا تو بھی ہر ذی عقل جانتا ہے کہ مردوں سے نہیں پوچھا جاتا۔ جب کہ مولانا کو نکتے کی یہ بات اس کے بعد سمجھ آئی۔ نیز تقلید میں مقلد سے پوچھا نہیں جاتا کہ امام صاحب کی حیات کا دعویٰ کیا جائے۔ ہوش وحواس میں اس قسم کا کلام صادر نہیں ہوتا۔

(١) (جامع الترمذي، أبواب الأحكام، باب ماجاء في القاضي كيف يقضي: ١/٢٤٧، سعيد).

تقلیدِ شخصی کا مسئلہ ١٣٩

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر قرآن میں نہ ملے تو پھر؟ حضرت معاذ نے جواب دیا کہ سنت رسول اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ ملے تو کیا کرو گے؟ حضرت معاذ نے جواب دیا: پھر اجتہاد کروں گا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی ذات قابل تعریف ہے، جس نے اپنے رسول کے فرستادہ کو اس راہ کی توفیق دی جسے وہ پسند کرتا ہے اور اس پر راضی ہے"۔

اہل یمن تو مسلم ہیں، احکام دینیہ سے زیادہ واقف نہیں، ان کی عبادات، مناکحات، معاملات، معاشرت کے ... حضرت معاذ کریں گے، اور اہل یمن اپنے تمام مسائل ان سے دریافت کریں گے، یہی تقلید شخصی ہے۔ ... حدیث سے اہل حدیث کے دو اصول أطيعوا الله وأطيعوا الرسول. (صرف قرآن وحدیث) برقرار نہ ... اور اصل اجتہاد بھی ہو گیا اور اجتہاد قرآن وسنت میں غور وفکر کر کے ہی کیا جائے گا۔ قرآن وحدیث میں غور ... کا کام نہیں۔ یہ کام وہی کرے گا جو علوم پر مکمل دسترس کے علاوہ تقویٰ سے بھی آراستہ ہو اور یہ صفات ... باقی غیر مجتہد تو مجتہد کی تحقیق پر عمل پیرا ہوں گے، یہی تقلید شخصی کا حاصل ہے۔(١)



✱ منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر چھٹی دلیل کا جائزہ ✱

مینگل دیوبندی تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے چھٹی دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ

"سیدنا عمر نے قاضی شریح کو لکھا کہ قرآن کے مطابق فیصلہ کرو اگر قرآن میں نہ ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کرو اگر سنت رسول میں بھی نہ ملے تو ماضی کے صلحاء نے جس طرح فیصلے کیے ہوں اس طرح فیصلہ کرو"

مینگل کہتا ہے تقلید شخصی یہی ہے کہ علماء سابقین کی آراء پر عمل کیا جائے"

مینگل دیوبندی نے جو دلیل دی ہے اس میں تقلید شخصی کا نام و نشان نہیں، بلکہ یہ تقلید شخصی کا رد کر رہی ہے،

پہلی بات تو یہ ہے کہ سیدنا عمر نے پہلے قرآن سے پھر سنت سے پھر علماء صالحین کے طرز پر فیصلے کرنے کا لکھا قاضی شریح کو،

اگر یہ تقلید کرنے کی بات ہوتی تو مقلد کے لیے قرآن و سنت سے استدلال و استنباط جائز نہیں، لہذا سیدنا عمر کا قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کرنے کا کہنا تقلید کی نفی ہے۔

دیوبندیوں کے مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب کہتے ہیں:

❁ ''اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ تعالی کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قولِ امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلہ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفہ مجتہد ہے"

رشید لدھیانوی کے مطابق ادلہ اربعہ (قرآن و سنت، اجماع و قیاس) سے استدلال مجتہد کا کام ہے مقلد کا نہیں،

لہذا قاضی شریح کو سیدنا عمر کا قرآن و سنت کے مطابق فیصلے کا کہنا اس کی دلیل ہے کہ یہ تقلید نہیں،

دوسری بات،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ علماء سابقین کے طرز پر فیصلے کرنا یہ مینگل دیوبندی کے ہاتھ کی صفائی ہے کہ اسے علماء سابقین کی آراء بنادیا۔

علماء سابقین کی طرز پر فیصلے کرنے کا مطلب جیسے علماء سابقین نے قرآن وسنت سے مسائل کا حل نہ ملنے پر اجتہاد کیا تم بھی کرنا اس کا یہ مطلب نہیں جو مینگل نے بنالیا کہ علماء سابقین کی ذاتی آراء اختیار کرنا۔

تیسری بات،

سیدنا عمر نے علماء سابقین کا طرز اختیار کرنے کا کہا نہ کہ کسی ایک عالم کی رائے اختیار کرنے کا، جبکہ تقلید شخصی ایک عالم کی ہوتی ہے ساری امت کے علماء کی نہیں، یہ تقلید شخصی بنادی مینگل دیوبندی نے۔

تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

❁ "اور دوسری صورت یہ ہے کہ تقلید کے لیے کسی ایک مجتہد عالم کو اختیار کیا جائے اور ہر ایک مسئلے میں اسی کا قول اختیار کیا جائے، اسے تقلید شخصی کہا جاتا ہے"

[تقلید کی شرعی حیثیت تقی عثمانی دیوبندی]

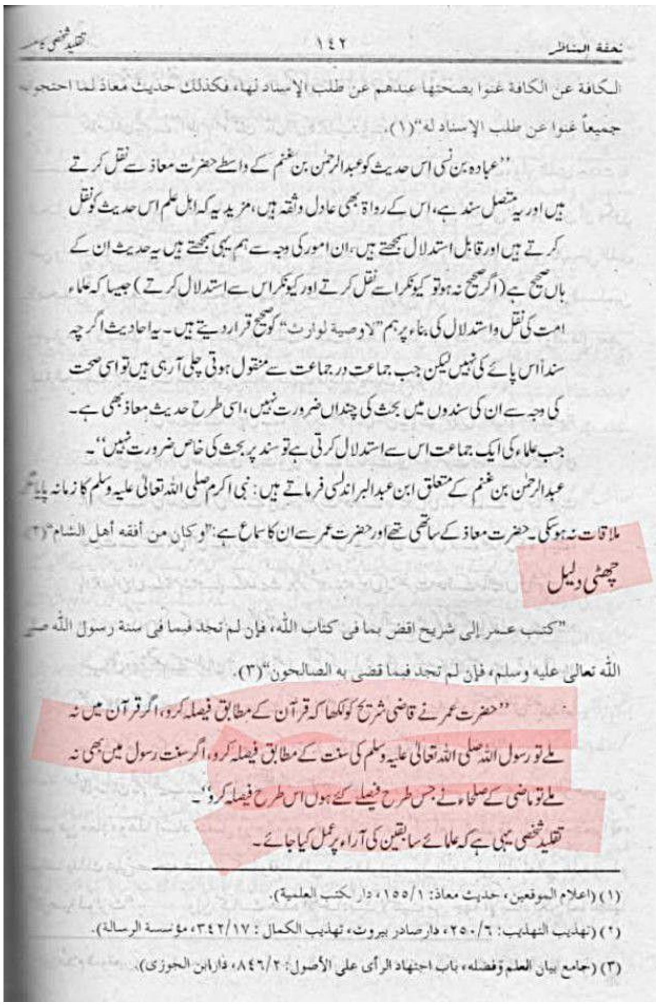
اب تقی عثمانی دیوبندی کی تقلید شخصی کی تعریف دیکھ لیں اور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی کی دلیل۔

چوتھی بات،

یہ امام ابو حنیفہ کے بارے بھی منقول ہے کہ وہ سب سے پہلے قرآن سے مسئلہ کا ڈھونڈتے وہاں نہ ملتا تو سنت رسول سے اور اگر سنت میں بھی نہ ملتا تو آثار صحابہ سے۔

یہی کام سیدنا عمر نے قاضی شریح کو کرنے کا کہا ہے تو مینگل صاحب تمہارے امام مجتہد اور غیر مقلد اور قاضی شریح سیدنا عمر کے ارشاد کے تحت تقلید کرنے والا مقلد یہ کیسے بن گیا؟

یا تو تمہارا امام اعظم بھی تقلید کرنے والا مقلد ہے اور اگر وہ مقلد نہیں تو پھر یہ تمہاری خود ساختہ دلیل تقلید کی نفی کرتی ہے نہ کہ تقلید کا اِثبات۔



تحفۃ المناظر ۱۴۲ تقلید شخصی بمسر

الكافة عن الكافة غنوا بصحتها عندهم عن طلب الإسناد لها، فكذلك حديث معاذ لما احتجوا به جميعاً غنوا عن طلب الإسناد له"(۱).

''عبادہ بن نسی اس حدیث کو عبدالرحمن بن غنم کے واسطے حضرت معاذ سے نقل کرتے ہیں اور یہ متصل سند ہے، اس کے رواۃ بھی عادل وثقہ ہیں، مزید یہ کہ اہل علم اس حدیث کو نقل کرتے ہیں اور قابل استدلال سمجھتے ہیں، ان امور کی وجہ سے ہم یہی سمجھتے ہیں یہ حدیث ان کے ہاں صحیح ہے (اگر صحیح نہ ہوتو کیونکر اسے نقل کرتے اور کیونکر اس سے استدلال کرتے) جیسا کہ علماء امت کی نقل واستدلال کی بناء پر ہم "لا وصية لوارث" کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ یہ احادیث اگر چہ سنداً اس پائے کی نہیں لیکن جب جماعت در جماعت سے منقول ہوتی چلی آرہی ہیں تو اسی صحت کی وجہ سے ان کی سندوں میں بحث کی چنداں ضرورت نہیں، اسی طرح حدیث معاذ بھی ہے۔ جب علماء کی ایک جماعت اس سے استدلال کرتی ہے تو سند پر بحث کی خاص ضرورت نہیں''۔

عبدالرحمن بن غنم کے متعلق ابن عبدالبر اندلسی فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ ہوسکی۔ حضرت معاذ کے ساتھی تھے اور حضرت عمر سے ان کا سماع ہے: "وكان من أفقه أهل الشام"(۲)

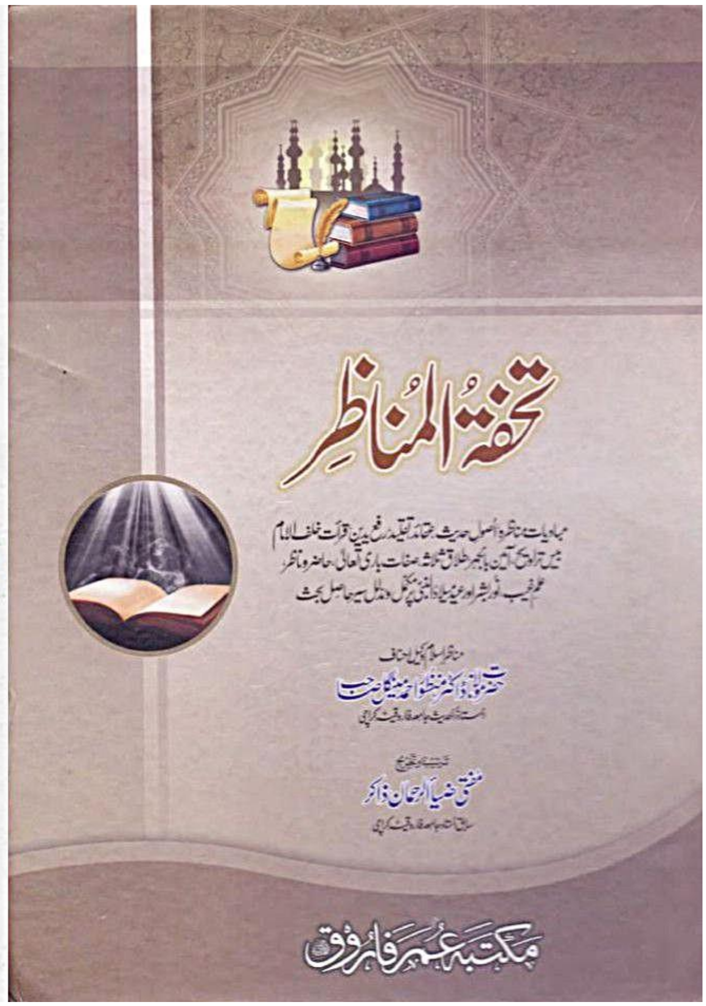
چھٹی دلیل

"كتب عمر إلى شريح اقض بما في كتاب الله، فإن لم تجد فبما في سنة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، فإن لم تجد فبما قضى به الصالحون"(۳).

''حضرت عمر نے قاضی شریح کو لکھا کہ قرآن کے مطابق فیصلہ کرو، اگر قرآن میں نہ ملے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کرو، اگر سنت رسول میں بھی نہ ملے تو ماضی کے صلحاء نے جس طرح فیصلے کیے ہوں اس طرح فیصلہ کرو''۔

تقلید شخصی یہی ہے کہ علمائے سابقین کی آراء پر عمل کیا جائے۔

(۱) (اعلام الموقعين، حديث معاذ: ۱/۱۵۵، دار كتب العلمية).
(۲) (تهذيب التهذيب: ۶/۲۵۰، دار صادر بيروت، تهذيب الكمال: ۱۷/۳۴۲، مؤسسة الرسالة).
(۳) (جامع بيان العلم وفضله، باب اجتهاد الرأي على الأصول: ۲/۸۴۶، دار ابن الجوزي).



✱ منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر ساتویں اور آٹھویں دلیل کا جائزہ ✱

مینگل دیوبندی، امام ذھبی رحمہ اللہ کی کتاب تذکرۃ الحفاظ سے دو بے سند قول نقل کر کے تقلید شخصی یوں ثابت کرتا ہے کہ :

"عبدالملک بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ تم لوگ مجھ سے فتوی مانگتے ہو حالانکہ تم میں ابراہیم نخعی موجود ہیں۔"

مینگل دیوبندی کہتا ہے کہ یہ تقلید شخصی کی واضح دلیل ہے کیونکہ ابراہیم نخعی اعلم تھے اور اعلم کی بات پر اعتماد کیا جاتا ہے اور ہم بھی امام ابو حنیفہ کو اعلم سمجھتے ہیں اس لیے ان کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دلیل ہی نہیں علماء کے ذاتی اقوال دلیل نہیں ہوتے۔

دوسری بات،

یہ ہے کہ اس میں تقلید شخصی کا نام و نشان نہیں اور مینگل دیوبندیو کو پھدو لگانے کے لیے اس سے تقلید شخصی نکال رہا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ تقلید شخصی کی واضح دلیل ہے۔

سعید بن جبیر نے کہا میرے بجائے ابراہیم نخعی سے فتوی لو تو اس سے تقلید شخصی کیسے ثابت ہو گئی؟ تقلید شخصی تو تب ثابت ہو گی جب یہ ثابت کیا جائے کہ ابراہیم نخعی بے دلیل فتوے دیتے تھے اپنی ذاتی رائے سے، اور آگے لوگ ان کے اقوال کو حجت سمجھتے ہوئے مانتے تھے، جیسے کہ مقلدین کا طریقہ تقلید ہے،

وہاں تو تقلید شخصی کی نفی ہے کہ لوگ ابراہیم نخعی کی موجودگی میں ان سے فتوے نہیں لے رہے تھے اور سعید بن جبیر سے پوچھ رہے تھے۔

تیسری بات،

یہ ہے کہ مینگل دیوبندی کہتا ہے کہ اعلم کی بات پر اعتماد کیا جاتا ہے، اس کا مطلب دیوبندیو میں جو اعلم نہیں اس کی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایک اعرابی نے عرض کی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا بلال کو حکم دیا کہ لوگو میں اعلان کر دو کہ کل روزہ ہے۔

اب یہاں رسول پاک نے اعرابی کے قول پر اعتماد کیا تو یہ تقلید کی رسول پاک نے اعرابی کی؟

اللہ پاک کا فرمان ہے:

❁ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ.

"ہر ذی علم پر فوقیت رکھنے والا دوسرا ذی علم موجود ہے۔"

مینگل کے منطق مان لیں تو ہر کوئی ہی مقلد ٹھہرے گا کیونکہ ہر علم والے کہ اوپر ایک علم والا موجود ہے اور اعلم پر اعتماد کرنا مینگل دیوبندی کے مطابق واضح تقلید شخصی ہے۔

مینگل دیوبندی کہتا ہے ہم امام ابو حنیفہ کو اعلم سمجھتے ہیں اس لیے ان کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں، کیوں جی امام ابو حنیفہ کے اوپر علم والا کوئی نہیں اور تم اس اوپر والے پر اعتماد کر کے اس کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟

مینگل تیری بونگیاں فیس بکی مقلدو والوں ہیں کوئی اہل علم والی بات ہی نہیں تجھ میں!

>مینگل دیوبندی کی آٹھویں اور آخری دلیل تقلید شخصی پر یہ ہے کہ:

"شعیب کہتے ہیں کہ شعبی نے مجھے کہا کہ ابن سیرین کو لازم پکڑو۔"

یہ بھی دلیل نہیں کیونکہ عالم کا ذاتی قول ہے، پھر اس عبارت کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ :

❁ "شعیب کہتے ہیں کہ شعبی نے مجھے کہا کہ اس بہرے یعنی ابن سیرین کو لازم پکڑو"

اب شعبی پتہ نہیں کس تناظر میں ابن سیرین کو بہرا کہہ کر انہیں لازم پکڑنے کا مشورہ دے رہے لیکن مینگل دیوبندی اس سے تقلید شخصی نکال رہاہے، عجیب جہالت ہے۔

مینگل دیوبندی نے تقلید شخصی پر اپنی طرف سے آٹھ دلائل پیش کیے ہیں اپنی کتاب میں، اور خیر سے آٹھوں دلیلوں میں ایک میں بھی تقلید کا لفظ نہیں، اور مینگل ان سے اپنے مقلدانہ فہم سے تقلید شخصی نکالتارہا جس پر مینگل کی جہالت ہم نے واضح کر دی، تقلید کا لفظ تو در کنار تقلید کا مفہوم بھی نہیں پایا گیا مقلد مولوی مینگل کے آٹھوں دلائل میں۔

یہ دیوبندیوں کے اس وقت کے سب سے بڑے عالم کی جہالت کا عالم ہے ان کے عام مولوی کتنے بڑے جاہل ہوں گے اس بڑے مولوی کی جہالت سے ہی اندازہ لگالیں۔

:: لطیفہ ::

مینگل دیوبندی نے تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے جو آٹھ دلائل بنائے ہیں سب کا تعلق خیر القرون سے ہے، اور اپنی طرف سے تقلید شخصی ثابت کرنے کے بعد آخر میں خود ہی خیر القرون میں تقلید شخصی کے وجود کا انکار کر دیا، مینگل کہتا ہے:

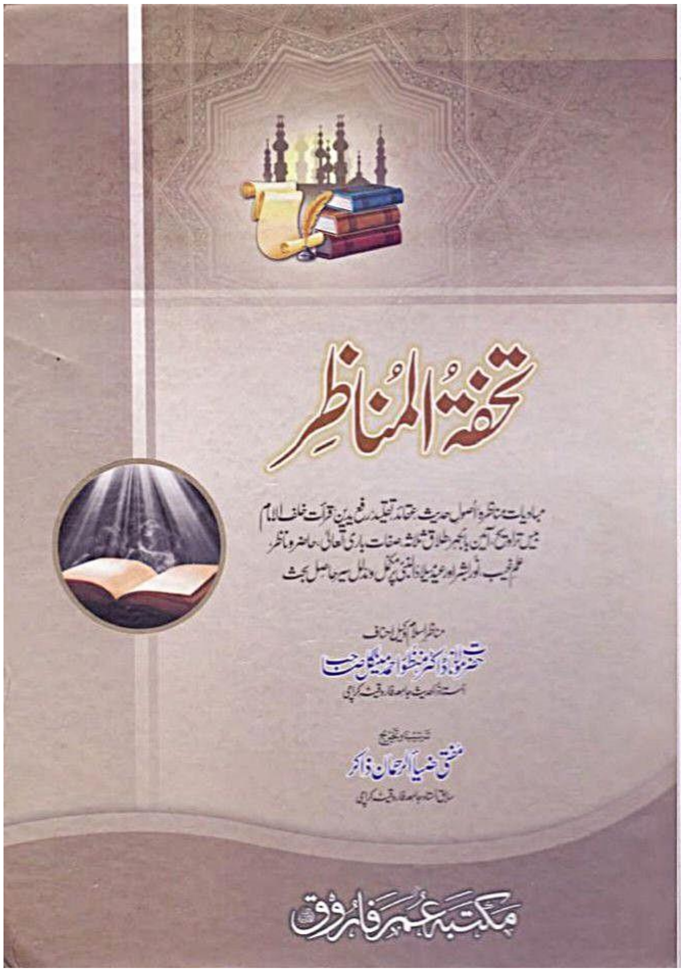
"خیر القرون میں کسی بھی مجتہد عالم سے مسئلہ دریافت کر کے اس پر عمل کر لیا جاتا" (یعنی ایک ہی مجتہد عالم کا ہر مسئلے میں قول نہیں لیا جاتا تھا)

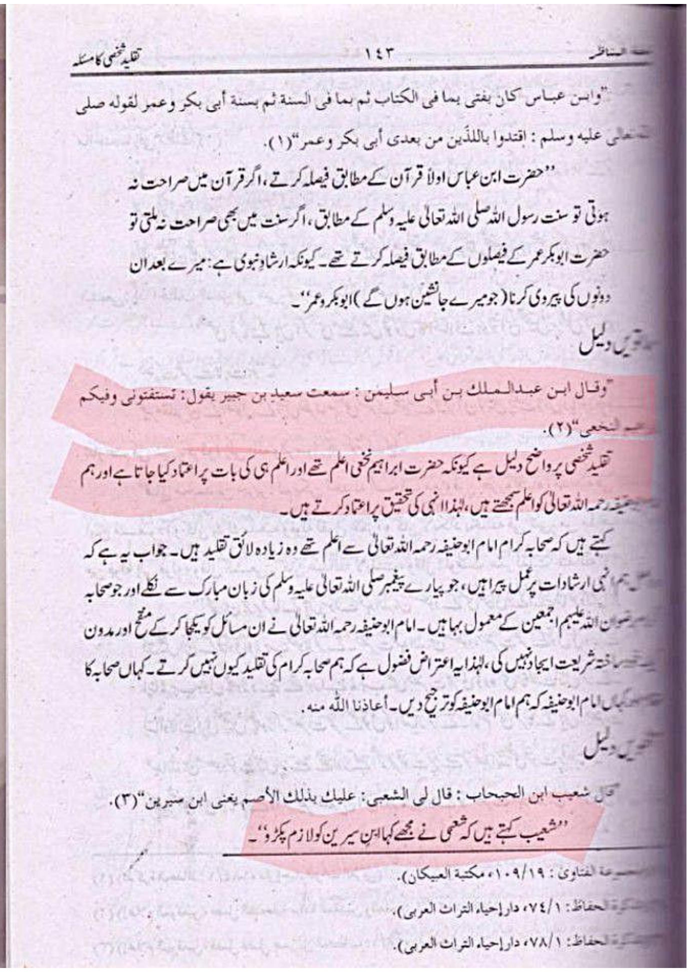
❁ اور تقی عثمانی دیوبندی کے مطابق تقلید شخصی یہ ہے کہ:

"ایک ہی مجتہد عالم کو اختیار کر کے ہر مسئلے میں اس کے قول کو اختیار کیا جائے اسے تقلید شخصی کہتے ہیں۔"

[تقلید کی شرعی حیثیت تقی عثمانی دیوبندی]

مزید مینگل دیوبندی نے تقلید کے حوالے سے جو بونگیاں ماری ہیں کتاب میں اس کو واضح کر کے تمام پوسٹوں کی پی ڈی ایف فائل بنوا کر دیوبندیت کے لیے تحفہ پیش کر دیں گے، ان شاءاللہ۔





"وابن عباس كان يفتي بما في الكتاب ثم بما في السنة ثم بسنة أبي بكر وعمر لقوله صلى تعالى عليه وسلم: اقتدوا باللذين من بعدي أبي بكر وعمر"(۱).

''حضرت ابن عباس اولاً قرآن کے مطابق فیصلہ کرتے، اگر قرآن میں صراحت نہ ہوتی تو سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مطابق، اگر سنت میں بھی صراحت نہ ملتی تو حضرت ابوبکر عمر کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ کیونکہ ارشادِ نبوی ہے: میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا (جو میرے جانشین ہوں گے) ابوبکر و عمر''۔

...یں دلیل

"وقال ابن عبدالملك بن أبي سليمن: سمعت سعيد بن جبير يقول: تستفتوني وفيكم ... النخعي"(۲).

تقلیدِ شخصی پر واضح دلیل ہے کیونکہ حضرت ابراہیم نخعی اعلم تھے اور اعلم ہی کی بات پر اعتماد کیا جاتا ہے اور ہم ...یفہ رحمہ اللہ تعالی کو اعلم سمجھتے ہیں، لہٰذا انہی کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ صحابہ کرام امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی سے اعلم تھے وہ زیادہ لائق تقلید ہیں۔ جواب یہ ہے کہ ...ہم انہی ارشادات پر عمل پیرا ہیں، جو پیارے پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے اور جو صحابہ ...رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معمول بہا ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے ان مسائل کو یکجا کر کے منقح اور مدون ...ساختہ شریعت ایجاد نہیں کی، لہٰذا یہ اعتراض فضول ہے کہ ہم صحابہ کرام کی تقلید کیوں نہیں کرتے۔ کہاں صحابہ کا ...کہاں امام ابوحنیفہ کہ ہم امام ابوحنیفہ کو ترجیح دیں۔ أعاذنا الله منه.

...یں دلیل

...قال شعيب ابن الحبحاب: قال لي الشعبي: عليك بذلك الأصم يعني ابن سيرين"(۳).

''شعیب کہتے ہیں کہ شعبی نے مجھے کہا ابن سیرین کو لازم پکڑو''۔

---

(۱) ...موعة الفتاوى: ۱۰۹/۱۹، مكتبة العبيكان).

(۲) ...كرة الحفاظ: ۷۴/۱، دار إحياء التراث العربي).

(۳) ...كرة الحفاظ: ۷۸/۱، دار إحياء التراث العربي).

"عن اللحمی عن أبیه أن عمر بن الخطاب خطب الناس بالجابیة، فقال: من أراد أن یسـ[أل] عن الفرائض فلیأت زید بن ثابت، ومن أراد أن یسأل عن الفقه فلیأت معاذ بن جبل، ومن [أراد] المال فلیأتنی"(١).

''لخمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے جابیہ نامی مقام میں لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: جو میراث کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہے تو زید بن ثابت سے پوچھے اور جو فقہ سے متعلق پوچھنا چاہے تو معاذ بن جبل سے پوچھے اور جو مال چاہتا ہے میرے پاس آئے''۔

صحابہ کرام کی بڑی تعداد موجود ہے لیکن پھر بھی میراث کے مسائل صرف زید بن ثابت اور فقہ کے مسائل معاذ بن جبل سے پوچھے جائیں، تقلید شخصی نہیں تو کیا ہے؟

علاوہ ازیں مکہ مدینہ، شام، یمن، کوفہ، مصر وغیرہ میں اہلِ علم وفضل کی ایک بڑی جماعت موجود ہے جو اہل فتویٰ جن کے اقوال پر امت عمل پیرا ہو وہ چند ہیں، جن کی تفصیل علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''اعلام الموقعین'' میں بیان کی ہے(٢)۔ یہ سب تقلید شخصی کی صورتیں ہیں۔

مذاہب اربعہ پھر ایک امام کی تخصیص

خیر القرون میں دینداری غالب تھی۔ تتبع رخص کا وجود نہ تھا، کسی بھی مجتہد عالم سے مسئلہ دریافت کرکے عمل کیا جاتا۔

علامہ آمدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "إنّه لم تزل العامة فی زمن الصحابة والتابعین قبل حدوث المخالفین یستفتون المجتهدین ویتبعونهم فی أحكام الشريعة"(٣).

''مخالفین کے ظہور سے قبل صحابہ وتابعین کے دور میں عام معمول یہ تھا کہ لوگ مجتہدین سے مسائل دریافت کرتے اور احکام شریعت میں ان کی پیروی کرتے تھے''۔

---

(١) (اعلام الموقعین، فصل الصحابة الذین انتشر عنهم الدین والفقه: ١/٣٠، دار الجلیل).

(٢) (اعلام الموقعین: ١/٣٠-٤٠، دار الجیل).

(٣) (الإحكام فی أصول الأحكام: ٤/١٩٨، موسسة الحلبی القاهرة).

❋ کیا صحابہ کرام مقلد تھے؟ ❋

ساون کے اندھے کو جیسے ہر طرف ہرا ہرا ہی نظر آتا ہے اسی طرح مقلد کو ہر کوئی مقلد ہی نظر آتا ہے،

انہی اندھوں میں ایک منظور مینگل دیوبندی بھی ہے جو صحابہ کرام کو مقلد کہتا ہے بلکہ ساتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی مقلد کہتا ہے۔

یہ بہت بڑی گستاخی ہے دیوبندی مقلد مولوی کی رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام کی شان اقدس میں کہ مقلد جیسا گھٹیا لفظ جو جانوروں کے لیے استعمال ہوتا ہے ان مقدس شخصیات کے لیے استعمال کر رہا ہے یہ دیوبندی مولوی۔

مینگل دیوبندی اپنی مقلدانہ جہالت بکھیرتے ہوئے لکھتا ہے:

"صحابہ کرام تو مقلد تھے ہی اگر اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر یہ کہا جائے کہ رسول پاک بھی مقلد تھے تو اس کی بھی گنجائش ہے، نبی پر اپنی ذات کی اتباع لازم ہے...... تو نبی بھی اپنی ذات کا متبع و مقلد ہوا۔"

اس جاہل مُلاں کو تقلید کی تعریف کا ہی علم نہیں تبھی اس نے صحابہ کرام اور رسول پاک کو بھی مقلد کہہ دیا۔

تقلید تو ایسے امتی کی بے دلیل بات کو حجت ماننا ہے جس کا قول مآخذ شریعت میں سے نہیں، دلیل کی پیروی تقلید نہیں، ایسے تو پھر ان کا بنایا ہوا امام اعظم بھی مقلد ٹھہرا اب اپنے امام اعظم کو یہ مجتہد مطلق کہے اور صحابہ کرام اور رسول پاک کو مقلد کہے تو اس سے بڑا گستاخ کون ہے؟

❁ مینگل دیوبندی کا حکیم الامت اشرف علی تھانوی دیوبندی کہتا ہے:

"تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل، اللہ اور رسول اللہ کا حکم ماننا تقلید نہیں کہلائے گا وہ اتباع کہلائے گا۔"

[ملفوظات حکیم الامت، 3،159]

❁ سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتا ہے:

"اصطلاحی طور پر تقلید کا یہ مطلب ہے کہ جس کا قول حجت نہیں اس کے قول پر عمل کرنا۔"

[الکلام المفید، ص،35]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ دلیل کی پیروی تقلید نہیں، بلکہ جس کا قول مآخذ شریعت میں سے نہیں اس کا بلا دلیل قول ماننا تقلید ہے،

تو صحابہ کرام رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمودات یعنی دلیل کی پیروی کرتے تھے تو یہ مقلد نہیں بلکہ متبع رسول ہیں۔

❁ ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی کہ حجاج بن یوسف جس سال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑنے کے لیے مکہ میں اترا تو اس موقع پر اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عرفہ کے دن وقوف میں آپ کیا کرتے تھے؟ اس پر سالم رحمہ اللہ بولے کہ اگر تو سنت پر چلنا چاہتا ہے تو عرفہ کے دن نماز دوپہر ڈھلتے ہی پڑھ لینا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سالم نے سچ کہا۔

❁ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ظہر اور عصر ایک ہی ساتھ پڑھتے تھے۔ میں نے سالم سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا؟

سالم نے فرمایا: صحابہ کرام سنت کے علاوہ کسی اور چیز کی پیروی کرتے ہیں؟

[صحیح بخاری، 1662]

یہ استفہام انکاری ہے یعنی سنت کے علاوہ کسی اور چیز کی پیروی نہیں کرتے تھے صحابہ کرام۔

❁ اسی لیے ادریس کاندھلوی دیوبندی نے کہا:

"تمام صحابہ کرام تو اہل حدیث تھے۔"

[اجتہاد و تقلید کی بیمثال تحقیق، ص،48]

❁ اللہ پاک نے قرآن میں بیان فرمایا:

قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ.

"اے نبی کہہ دیجیے، میں تمہیں اللہ کی وحی کے زریعے آگاہ کر رہا ہوں مگر بہرے لوگ بات نہیں سنتے جب انہیں آگاہ کیا جائے۔"

[الانبیاء، 45]

آیت میں " إنما " حصر ہے جس کا مطلب ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعوت صرف وحی کے دائرے کے اندر اندر رہے،

❁ اسی طرح قرآن پاک میں دوسرے مقام پر ہے:

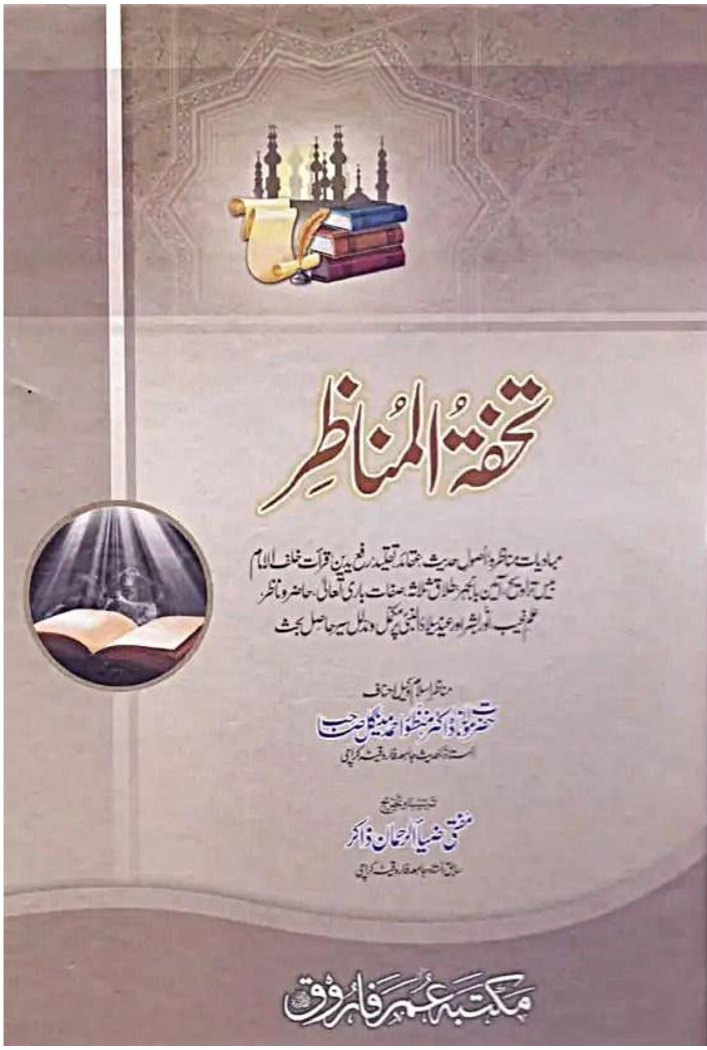
إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ.

"میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔"

[الأنعام، 50]

معلوم ہوا رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بھی اور دوسروں کو بھی صرف وحی کی پیروی کی دعوت دیتے تھے، اور وحی کی پیروی تقلید نہیں اس لیے نہ رسول پاک اور نہ ہی صحابہ کرام مقلد تھے۔

یہ تقلید کی لعنت کا طوق شر القرون میں امت پر پڑا ہے۔



لی۔ تحقیق اور نقل تحقیق میں فرق ہے، التحقیق هو إثبات المسئلة بالدليل، تدقیق اس سے بھی مشکل ہے، استنباط شدہ دلیل کو کسی اور دلیل سے مؤید کرنا إثبات الدليل بالدليل اور اجتہاد کی بات ہی اور ہے۔

صحابہ کرام بھی مقلد تھے

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے تو ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین متبع بھی تھے اور مقلد بھی۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فإن علِمَ أن مقلّده مصيب — كتقليد الرسول أو أهل الإجماع — فقد قلده بحجة"(۱)۔

"اگر مقلد کو یقین ہو کہ وہ جس کی تقلید کر رہا ہے وہ خود راہ راست پر ہے تو یہ تقلید درست ہے کہ تقلید مع الدلیل ہے جیسے صحابہ کرام کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقلید کرنا اور عام مؤمنین کا اہل اجماع کی تقلید کرنا"۔

كتقليد الرسول اضافت المصدر إلى الفاعل یعنی تقليد الرسول الصحابة کا قائل تو کوئی بھی نہیں لامحالہ اضافۃ المصدر إلى المفعول مانیں گے اور فاعل محذوف ہوگا کہ "كتقليد الصحابة الرسول" صحابہ مقلد

(۱) (مجموعة الفتاوى: ۲۰/۱٤، مكتبة العبيكان)۔

[illegible] المناظر ۱۱۵ مسئلۃ التقلید

[illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقلد ہوئے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اہل اجماع کی تقلید درست ہے کیونکہ وہ تقلید [illegible] ہے، اور ائمہ اربعہ کے اہل اجماع ہونے میں شک نہیں، لہٰذا ائمہ اربعہ کی تقلید درست ہے، نیز اس سے یہ بھی [illegible] کہ تقلید علی الاطلاق مذموم نہیں بلکہ تقلید محمود بھی ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فاعلم أن الصحابة لا يقلدون إلا صاحب الشرع"(۱)

واضح رہے کہ صحابہ کرام صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقلید کرتے تھے۔ صراحتاً صحابہ کو مقلد قرار [illegible] تقلید اور اتباع میں فرق ہے تو پھر آپ ان عبارتوں کے متعلق کیا کہیں گے۔ صحابہ تو مقلد تھے ہی لیکن اگر اس [illegible] ایک قدم آگے بڑھ کر کہا جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مقلد تھے تو اس کی بھی گنجائش ہے، نبی پر اپنی ذات [illegible] لازم ہے، جس طرح دوسروں کے لئے لازم ہے کہ نبی کی بیان کردہ باتوں کی تصدیق کریں اسی طرح نبی بھی [illegible] کا مامور ہے کہ اپنی بیان کردہ باتوں کو حق اور سچ جانے، تو نبی اپنی ذات کا متبع اور مقلد ہوا۔(۲)

✱ مقلد کی تحقیق ✱

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"اسی طرح ائمہ فقہاء میں سے بھی صرف ایک کی تقلید کی جائے گی یعنی جو علم و تقوی کے لحاظ سے برتر ہو، ہماری تحقیق کے مطابق امام ابو حنیفہ اس معیار پر پورے اترتے ہیں لہذا ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔"

مقلد مینگل دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ ہماری تحقیق کے مطابق امام ابو حنیفہ علم و تقوی میں باقی ائمہ سے برتر ہیں اس لیے ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔

ہمارا مینگل دیوبندی سے سوال ہے کہ تم نے مقلد ہونے کے باوجود کیسے تحقیق کی جس کے مطابق تم اس نتیجے پر پہنچے کہ امام ابو حنیفہ علم و تقوی میں باقی ائمہ سے برتر ہیں اس لیے ان کی تقلید کی جانی چاہیے؟

اس کے لیے لازم ہے کہ تمام ائمہ کے اقوال اور ان کے دلائل کا علم ہو، لازم ہے کہ تمام ائمہ کے اصول و قواعد اور طریقہ استنباط و اجتہاد کا علم ہو، پھر لازم ہے کہ تمام ائمہ کے متعارض دلائل میں ترجیح کی اہلیت رکھتا ہو، وغیرہ وغیرہ۔

یہ مجتہد والے کام مقلد کر کے پھر بھی مقلد کا مقلد ہی رہتا ہے، مثلاً باقی ائمہ چھوڑیں ہم ائمہ اربعہ کو ہی لے لیتے ہیں مینگل مقلد نے تحقیق کے بعد یہ جانا کہ امام ابو حنیفہ ائمہ اربعہ میں برتر ہیں اس لیے ان کی تقلید کی جائے۔

اب مینگل مقلد نے اس تحقیق میں ائمہ اربعہ کے بیان کردہ تمام مسائل اور ان کے دلائل کو جانا یہ جاننے کے بعد امام ابو حنیفہ کے دلائل کو ترجیح دی اور ان کی تقلید کرنے لگا، ورنہ اور کوئی صورت ہی نہیں امام ابو حنیفہ کو ترجیح دینے کی، تو دلائل جان لینے کے بعد تقلید ہوتی ہی نہیں، تقلید کی تعریف خود اسی مقلد مولوی کے نزدیک یہ ہے کہ بغیر مطالبہ دلیل، بغیر نظر دلیل کسی کے قول کو لینا تقلید ہے۔

تو جب دلائل پر نظر کی تو تقلید جاتی رہی، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تحقیق تقلید کی ضد ہے، جب تم نے تحقیق کر کے امام ابو حنیفہ کو علم و تقوی میں برتر مانا تو پھر تیرا خود کو مقلد کہنا بنتا ہی نہیں،

لہذا مقلد تحقیق کر ہی نہیں سکتا اور اگر کرتا ہے تو مقلد نہیں رہتا۔

تحفۃ المناظر ۱۲۲ مسئلۃ التقلید

تعیین علل مجتہد کا کام ہے

اگر کوئی کہے کہ علت اسکار نکالنا اور حکم کو بھنگ کی طرف منتقل کرنا آسان ہے، اس کے لئے مجتہد کی کیا ضرورت؟ اس کا جواب یہ ہے کہ علت کی تعیین کہ یہ علت حقیقی ہے یا سبب قریب؟ یہ حکم معلول بعلتین ہے یا بعلۃ واحدۃ وغیرہ صرف مجتہد ہی کر سکتا ہے، غیر مجتہد کے بس کی بات نہیں۔

ایک کی ہی تقلید کیوں

اگر اولی الامر سے امراء مراد لئے جائیں تو اولی الامر جمع کا صیغہ ہے، آپ کتنے امیروں کے قائل ہیں ظاہر ہے کہ ایک ہی امیر ہوگا۔ "مسلم شریف" کی حدیث میں ہے: "ایک امام کی موجودگی میں اگر دوسرا امامت کا دعویٰ کرے تو اسے قتل کیا جائے گا" (۱)۔

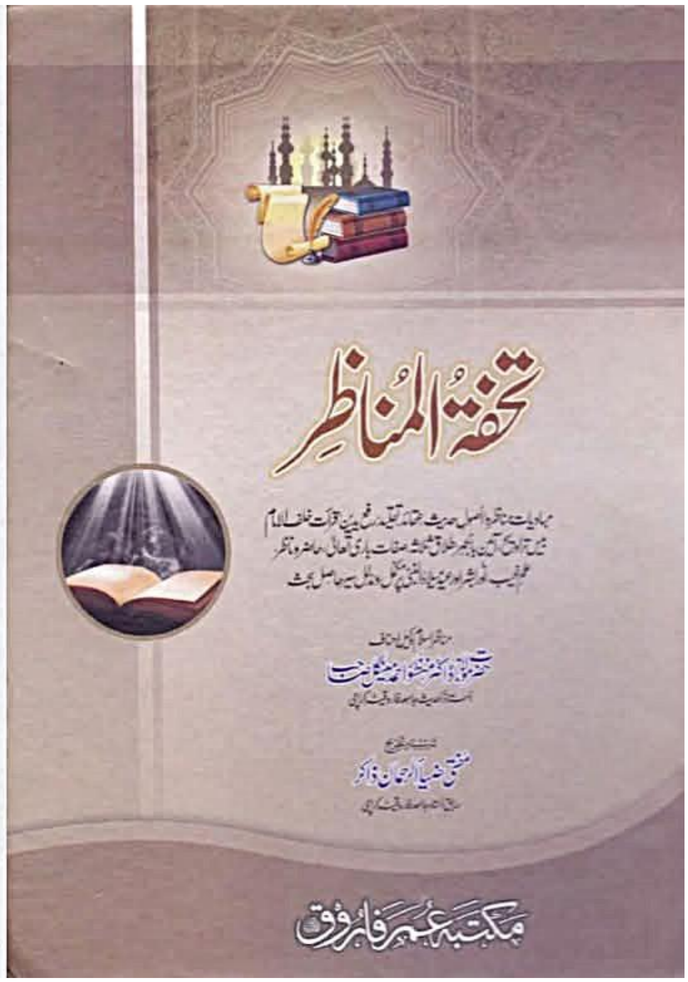
اسی طرح ائمہ فقہاء میں سے بھی صرف ایک کی تقلید کی جائے گی یعنی جو علم و تقویٰ کے لحاظ سے برتر ہو، ہماری تحقیق کے مطابق امام ابوحنیفہ اس معیار پر پورے اترتے ہیں، لہذا ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔

غیر مقلدین بھی تقلید میں مبتلا ہیں

چار ائمہ کو منتخب کر کے پھر کسی ایک امام کو مختص کرنا مقلدین کا تفرد نہیں، غیر مقلدین بھی اسی طرح کرتے ہیں لیکن انداز کچھ اور ہے، غیر مقلدین بھی اپنے عام علماء اور بڑے علماء کو برابر نہیں سمجھتے، جتنا اعتماد انہیں اپنے بڑے علماء پر ہے عام علماء پر نہیں، بڑے علماء میں بھی فرق کرتے ہیں اور یہ فرق صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے بڑے علماء کو علم و تقویٰ کی بناء پر زیادہ قابل اعتماد سمجھتے ہیں، اسی لئے عام علماء کے فتاویٰ جمع نہیں کرتے اور تقلید اسی کا نام ہے کہ اتباع الإنسان غیره فی مایقول أو یفعل معتقداً للحقیة من غیر نظرٍ إلی الدلیل.

غیر مقلدین کے دلائل خود تقلید پر مبنی ہیں، کیونکہ وہ کہتے ہیں امام ابوحنیفہ نے فلاں مسئلے میں حدیث صحیح کی مخالفت کی، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے؟ تو کہتے ہیں حافظ ابن حجر و فلاں فلاں نے اس کی تصحیح کی۔ یہ خود تقلید ہے کہ حافظ ابن حجر وغیرہ کی بات تسلیم کرتے ہیں۔ یہاں دوہرا معیار کہ ائمہ اربعہ کی تقلید حرام و شرک قرار پائے اور حافظ ابن حجر و دیگر محدثین کی تقلید سر آنکھوں پر۔

(۱) (الصحیح لمسلم، كتاب الإمارة، باب إذا بويع لخليفتين: ۲/۱۲۸، قديمی).



* تقلید اور اتباع کا فرق *

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے، ہمارا دعوی ہے کہ تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے، غیر مقلدین اس کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ تقلید الگ چیز ہے اور اتباع الگ چیز ہے، تقلید مذموم ہے جبکہ اتباع محمود ہے،

اتباع بھی بلادلیل ہوتا ہے،

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تقلید وہ ہے جو بلادلیل ہو اور اتباع مع دلیل ہوتا ہے اس لیے دونوں متغایر ہیں، لیکن یہ بات درست نہیں،

آیت:

"جو شخص شیطان کی پیروی کرتا ہے تو اچھی طرح جان لے کہ شیطان اسے بے حیائی اور نامعقول کام کرنے کا ہی حکم دیتا ہے۔"

مینگل دیوبندی کہتا ہے، اس طرح کی دیگر آیات میں لفظ اتباع موجود ہے لیکن غیر مقلدین بھی اس کے قائل نہیں کہ یہاں اتباع مع الدلیل ہے"

پہلی بات تو یہ ہے کہ منظور مینگل خود شیطان کا پیروکار ہے تو کیا اس کے پاس دلیل نہیں یہ دلیلیں پیش نہیں کر رہا تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے اس کی تقلید شخصی پر آٹھ دلیلوں کا جواب ہم نے دیا ہے تو معلوم ہوا کہ شیطان کی اتباع کرنے والا بھی دلیل رکھتا اور پیش کرتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس کی دلیل ناقص و باطل ہے، اسی طرح ہر بدعتی جو کے شیطان کے پیروکار ہی ہوتے

ہیں اپنے بدعتی نظریات پر دلیلیں رکھتے اور پیش کرتے ہیں، اگرچہ ان کے دلائل باطل ہیں، لہذا شیطان کا پیروکار بھی شیطان کی اتباع مع الدلیل ہی کرتا ہے۔

❁ ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ میں ابراہیم علیہ السلام نے دلیل پیش کی کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اس کے جواب میں نمرود کہتا ہے یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں، تو اس نے دو قیدی منگوائے ایک کو قتل کر دیا دوسرے کو زندہ چھوڑ دیا۔

اب یہ نمرود نے بھی اپنی طرف سے دلیل ہی پیش کی تھی ایک کو مار کر ایک اور زندہ چھوڑ کر، لیکن دلیل باطل تھی، اس لیے جو کہتا ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی زندہ اور مردہ کر سکتا ہے تو وہ جھوٹا اور بے دلیل والا ہی کہلائے گا چاہے نمرود کی طرح کی دلیل پیش کر بھی دے۔

❁ جو اصل دلیل ہے اسے اللہ پاک نے برھان سے تعبیر کیا ہے:

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ.

"اے نبی ان سے کہہ دیجیے، اگر تم سچے ہو تو برھان پیش کرو۔"

یعنی دلیلیں تو شیطان کے پیروکار اور پیو دادے کے پیروکاروں بدعتیوں کے پاس بھی ہیں، پیو دادے کے پیروکار مشرک عملی تواتر بطور دلیل پیش کرتے تھے، لیکن یہ دلیلیں باطل ہیں اس لیے انہیں بے دلیل پیروی ہی شمار کیا جاتا ہے، لیکن برھان ان کے پاس نہیں ہے برھان صرف وحی کی اتباع کرنے والو کے پاس ہے۔

❁ اسی طرح اللہ پاک نے فرمایا:

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓي اَوْلِيٰۗــــِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ.

"شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔"

تو جیسے اللہ کی وحی کی پیروی اس کے مومن بندے کرتے ہیں ایسے ہی شیطان کی وحی کی پیروی اس کے دوست کرتے ہیں، لیکن اللہ کی وحی کی اتباع حق ہے جبکہ شیطان کی وحی کی اتباع باطل۔

دوسری بات،

اس پر تقریباً قدیم اور جدید چاروں ائمہ کے تمام مقلدین کا اتفاق ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیروی تقلید نہیں، نہ اجماع کو ماننا تقلید ہے اور نہ ہی عامی کا مفتی سے مسئلہ پوچھنا تقلید ہے، اور نہ ہی قاضی کا گواہوں کی گواہی قبول کرنا تقلید ہے، اگر تو تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہوتی تو رسول پاک کی پیروی بھی تقلید کہلاتی، اجماع کو ماننا بھی تقلید کہلاتا، عامی کا عالم سے مسئلہ پوچھنا بھی تقلید کہلاتا، جب یہ تقلید نہیں تو یہ اتباع ہے اور اس سے تقلید اور اتباع کا الگ الگ ہونا واضح ہے۔

تیسری بات،

موجودہ مقلدین میں مشہور دیوبندی مولوی سعید احمد پالن پوری صاحب لکھتے ہیں:

❁ ''کیونکہ تقلید کسی کا قول اس کی دلیل جانے بغیر لینے کا نام ہے۔ علماء نے فرمایا: کہ اس تعریف کی رو سے امام کے قول کو دلیل جان کر لینا تقلید سے خارج ہو گیا۔ کیونکہ وہ تقلید نہیں ہے بلکہ دلیل سے مسئلہ اخذ کرنا ہے۔ مجتہد سے مسئلہ اخذ کرنا نہیں ہے۔''

پالن پوری دیوبندی کے اس بیان سے واضح ہے کہ امام کے قول کو دلیل جان کر لینا تقلید سے خارج کر دیتا ہے، کیونکہ وہ دلیل سے مسئلہ لینا ہے تقلید سے نہیں، اس سے واضح ہے کہ تقلید بے دلیل پیروی کا نام ہے جبکہ اتباع مع الدلیل پیروی کا۔

❁ غلام رسول سعیدی بریلوی بھی ایسی ہی بات لکھتے ہوئے مزید وضاحت کرتے ہیں:

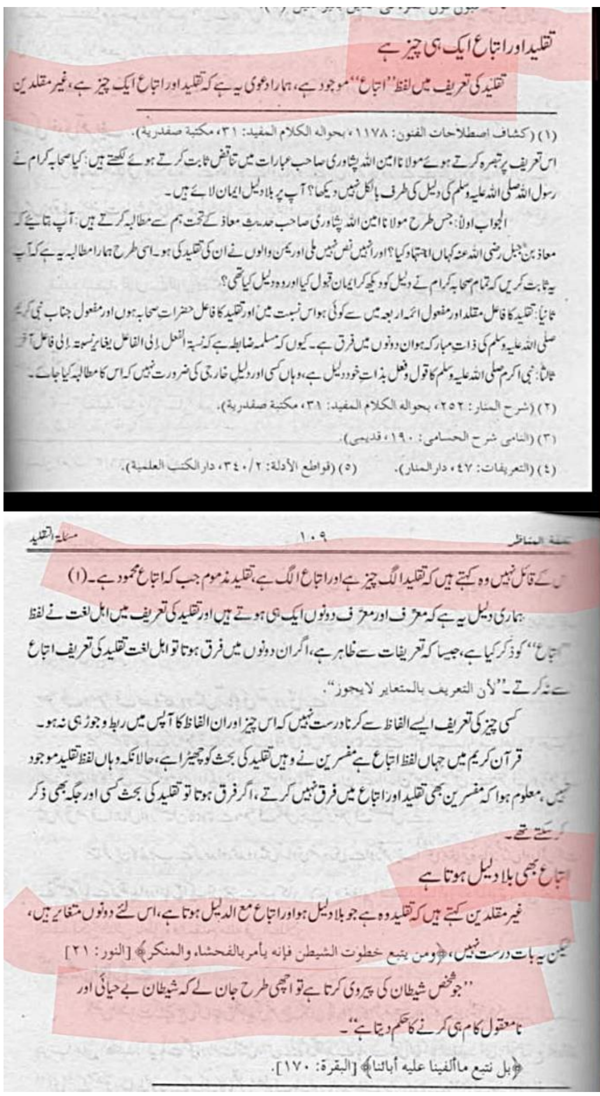
"تقلید کے معنی ہیں دلائل سے قطع نظر کر کے کسی امام کے قول پر عمل کرنا اور اتباع سے یہ مراد ہے کہ کسی امام کے قول کو کتاب وسنت کے موافق پا کر اور دلائل شرعیہ سے ثابت جان کر اس قول کو اختیار کر لینا۔"

سعیدی بریلوی کے بیان سے واضح ہے کہ تقلید بے دلیل پیروی کا نام ہے جبکہ اتباع دلیل سے پیروی کا۔

❁ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ "تقلید اور اتباع میں فرق" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"شریعت میں تقلید کا معنی یہ ہے کہ ایسے قول کی طرف رجوع کرنا جس کے قائل کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ شریعت میں ممنوع ہے۔ جو (بات) دلیل سے ثابت ہو اسے اتباع کہتے ہیں۔"

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تقلید اور اتباع الگ الگ ہے تقلید بے دلیل پیروی کا نام ہے جبکہ اتباع مع الدلیل پیروی کا، اور تقلید باطل ہے جبکہ اتباع لازم ہے۔



تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے

تقلید کی تعریف میں لفظ "اتباع" موجود ہے، ہمارا دعوی یہ ہے کہ تقلید اور اتباع ایک چیز ہے، غیر مقلدین

(۱) (کشاف اصطلاحات الفنون: ۱۱۷۸، بحواله الكلام المفيد: ۳۱، مكتبة صفدرية).

اس تعریف پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا امین اللہ پشاوری صاحب عبارات میں تناقض ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کیا صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل کی طرف بالکل نہیں دیکھا؟ آپ پر بلا دلیل ایمان لائے ہیں۔

الجواب اولاً: جس طرح مولانا امین اللہ پشاوری صاحب حدیث معاذ کے تحت ہم سے مطالبہ کرتے ہیں: آپ بتایئے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہاں اجتہاد کیا؟ اور انہیں نص نہیں ملی اور یمن والوں نے ان کی تقلید کی ہو۔ اسی طرح ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ آپ یہ ثابت کریں کہ تمام صحابہ کرام نے دلیل کو دیکھ کر ایمان قبول کیا اور وہ دلیل کیا تھی؟

ثانیاً: تقلید کا فاعل مقلد اور مفعول ائمہ اربعہ میں سے کوئی ہو اس نسبت میں اور تقلید کا فاعل حضرات صحابہ ہوں اور مفعول جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہو ان دونوں میں فرق ہے۔ کیوں کہ مسلمہ ضابطہ ہے کہ نسبۃ الفعل إلى الفاعل يغاير نسبته إلى فاعل آخر

ثالثاً: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل بذات خود دلیل ہے، وہاں کسی اور دلیل خارجی کی ضرورت نہیں کہ اس کا مطالبہ کیا جائے۔

(۲) (شرح المنار: ۲۵۲، بحواله الكلام المفيد: ۳۱، مكتبة صفدرية).

(۳) (النامي شرح الحسامي: ۱۹۰، قديمي).

(٤) (التعريفات: ٤٧، دار المنار). (٥) (قواطع الأدلة: ٢/٣٤٠، دار الكتب العلمية).

تحفۃ المناظر — ۱۰۹ — مسئلہ تقلید

...کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ تقلید الگ چیز ہے اور اتباع الگ ہے، تقلید مذموم جب کہ اتباع محمود ہے۔ (۱)

ہماری دلیل یہ ہے کہ معرَّف اور معرِّف دونوں ایک ہی ہوتے ہیں اور تقلید کی تعریف میں اہل لغت نے لفظ "اتباع" کو ذکر کیا ہے، جیسا کہ تعریفات سے ظاہر ہے، اگر ان دونوں میں فرق ہوتا تو اہل لغت تقلید کی تعریف اتباع سے نہ کرتے۔ "لأن التعريف بالمتغاير لا يجوز".

کسی چیز کی تعریف ایسے الفاظ سے کرنا درست نہیں کہ اس چیز اور ان الفاظ کا آپس میں ربط وجوڑ ہی نہ ہو۔

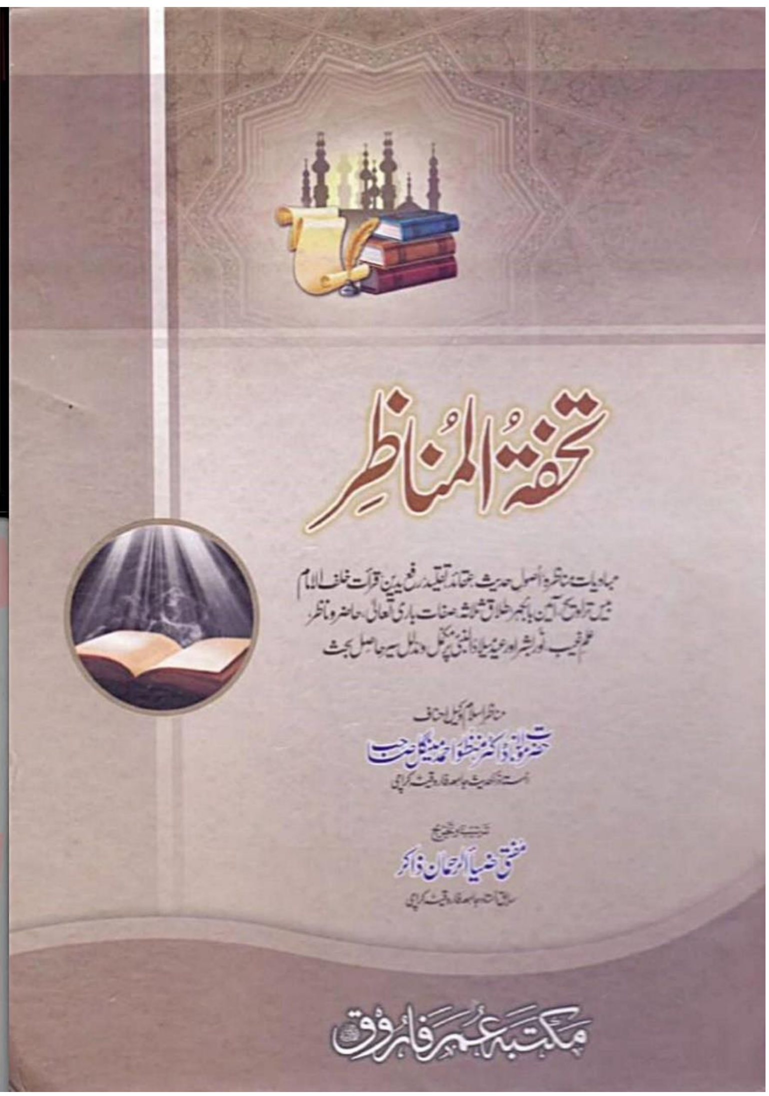
قرآن کریم میں جہاں لفظ اتباع ہے مفسرین نے وہیں تقلید کی بحث کو چھیڑا ہے، حالانکہ وہاں لفظ تقلید موجود نہیں، معلوم ہوا کہ مفسرین بھی تقلید اور اتباع میں فرق نہیں کرتے، اگر فرق ہوتا تو تقلید کی بحث کسی اور جگہ بھی ذکر کر سکتے تھے۔

اتباع بھی بلا دلیل ہوتا ہے

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تقلید وہ ہے جو بلا دلیل ہو اور اتباع مع الدلیل ہوتا ہے، اس لئے دونوں متغایر ہیں، لیکن یہ بات درست نہیں، ﴿ومن يتبع خطوت الشيطن فإنه يأمر بالفحشاء والمنكر﴾ [النور: ۲۱]

"جو شخص شیطان کی پیروی کرتا ہے تو اچھی طرح جان لے کہ شیطان بے حیائی اور نامعقول کام ہی کرنے کا حکم دیتا ہے"۔

﴿بل نتبع ماألفينا عليه أباءنا﴾ [البقرة: ۱۷۰].



✱ کیا علماء محدثین مقلد تھے؟ ✱

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے کہ:

"اکابرین امت بھی مقلد تھے، امام بیہقی جیسا محدث جب مقلد ہے تو آج کل کے محققین کیسے خود کو تقلید سے مستغنی سمجھتے ہیں۔"

مینگل دیوبندی کی طرح دیگر موجودہ حنفیہ دیوبندیہ بریلویہ کے مولویوں نے اپنی عوام کو یہ دھوکہ بھی دے رکھا ہے کہ علماء محدثین مقلد تھے،

اور کہتے ہیں کہ دنیا میں دو ہی طبقات تھے ایک مجتہدین کا دوسرا مقلدین کا، ایسا بندہ کوئی نہیں تھا جو نہ مجتہد ہو نہ مقلد، اس لیے یہ اہل حدیث کو کہتے ہیں کہ تم لوگ نہ مجتہدین ہو نہ مقلد اس لیے تم جدید فرقہ ہو،

آئیں مقلد مولویوں کے اس دجل کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں......

اصل میں عامی مقلد ذاتی فہم وادراک نہیں رکھتا اس لیے جو اس کا مولوی اس کو کہہ دے یہ اسے ہی حق سمجھتا ہے، یہ بات انہوں نے اپنی کتب میں بھی لکھی ہے کہ:

عامی (مقلد) کا کوئی مذہب نہیں اس کا مذہب وہی ہے جو اس کے مفتی کا مذہب ہے۔

اس طرح اس مشین سے انہوں نے جاہلوں کی کھیپ تیار کی جو مقلدین دیوبندیہ بریلویہ کی صورت ہمارے سامنے موجود ہے، ان کو جتنا مرضی حق کھول کھول کر دکھاؤ ان کا کہنا ہے میں نے اپنے مولوی کے علاوہ اپنے باپ کی بھی نہیں ماننی، اور مولوی بھی

چودہویں صدی کے گمراہ مولوی ہیں، دس سال دیوبندیہ بریلویہ کے مدرسے میں پڑھ کر نکلنے والا خود کو بڑے فخر سے مقلد قرار دے رہا ہوتا ہے۔

ان موجودہ مولویوں نے دجل سے اپنی عوام کو یہ دھوکہ دیا کہ دنیا میں مجتہد تھے یا مقلد تیسرا کوئی نہیں تھا، پھر انہوں نے اپنی مرضی سے جس کو دل کیا مجتہد بنادیا جس کو دل کیا مقلد بنادیا۔

لیکن ان مقلدو کا یہ بیانیہ جھوٹا ہے اس کا تحقیقی جائزہ آپ کے سامنے پیش خدمت ہے:

❁ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے امام بیہقی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کے بارے پوچھا گیا کہ کیا یہ لوگ مجتہد تھے یا مقلد؟

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا:

"امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ فقہ کے امام اور مجتہد تھے، باقی رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلی، اور البزار، بیہقی وغیرہ تو یہ اہل حدیث کے مذہب پر تھے کسی کی تقلید کرنے والے مقلد تھے نہ مجتہد۔"

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ محدثین کا علیحدہ مذہب تھا جو چار تقلیدی مذاہب سے الگ تھا جس میں مجتہدین بھی تھے اور وہ علماء بھی جو نہ مجتہد تھے نہ مقلد۔

❁ یہی بات علامہ طاہر الجزائری نے بھی لکھی ہے جس کا سکین پوسٹ میں موجود ہے۔

یہ محدثین وہی ہیں جن کو چودہویں صدی کے مقلد مولوی اپنے جیسا جاہل مقلد گردانتے ہیں۔ آئیں ایسی ہی بات علامہ سیوطی رحمہ اللہ سے بھی ملاحظہ کرتے ہیں۔

❁ علامہ سیوطی نے بہت سے محدثین کا نام ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ ان میں سے کوئی بھی اپنے سے پہلے امام کی تقلید کرنے والا نہیں تھا۔

علامہ سیوطی کے بیان سے بھی معلوم ہوا موجودہ دیوبندیہ بریلویہ کے مولوی کذاب ہیں۔

آئیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ محدثین کے بارے کیا کہتے ہیں:

❁ "جب محققین اہل حدیث نے فن روایت اور درجات حدیث خوب مکمل کر لیے تو اس کے بعد ان کی توجہ فقہ کی طرف مائل ہوئی، انہوں نے جب دیکھا کہ بہت سی احادیث اور آثار فقہاء کے ہر ایک مذہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے مخالف ہیں، اس لیے انہوں نے متقدمین میں سے خاص کسی امام کی تقلید پر اتفاق نہیں کیا۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بیان سے بھی معلوم ہوا کہ اہل حدیث کا مذہب آئمہ اربعہ کے تقلیدی مذاہب سے الگ مستقل ایک مذہب تھا محدثین نے جب چاروں مذاہب کے مسائل احادیث اور آثار کے خلاف دیکھے تو ان ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید نہیں کی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیان سے بھی معلوم ہوا موجودہ دیوبندیہ بریلویہ کے مولوی کذاب ہیں۔

آئیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیٹے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو دیکھتے ہیں کہ وہ محدثین کے مذہب کے بارے کیا فرماتے ہیں،

❁ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سوال ہوا: محدثین علم فقہ (مذہب معین) پر عمل کرتے ہیں یا نہیں، بعض شخص کہتے ہیں کہ محدثین علم فقہ پر عمل نہیں کرتے ہیں؟ جواب میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"علماء محدثین کسی ایک مذہب پر مذاہب مجتہدین میں سے نہیں رہتے ہیں، تو علماء محدثین کے بعض اعمال مطابق کتب فقہ کے ہوتے ہیں اور بعض اعمال دوسری کتابوں کے مطابق ہوتے ہیں۔"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بیان سے بھی معلوم ہوا کہ محدثین چاروں تقلیدی مذاہب میں سے کسی معین مذہب کے مقلد نہیں تھے، جو دیوبندیہ بریلویہ کے مولوی محدثین کو مقلد کہتے ہیں وہ کذاب ہیں۔

طبقات کی کتابوں میں اکثر بڑے محدثین کو مقلدوں نے اپنے اپنے کھاتوں میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اپنے طبقات کا وزن بڑھانے کے لیے، پھر نسبت لگادی گئی کہ فلاں شافعی ہے فلاں حنبلی تھا فلاں مالکی تھا جبکہ حقیقت میں محدثین ان چاروں اماموں میں سے کسی کے مقلد نہیں تھے،

چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❁ "طبقات کی کتابوں میں بعض اہل حدیث علماء کو مروجہ مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کی طرف نسبت کرایا جاتا ہے اس لیے کہ اس کی تحقیق ان سے موافق ہو جاتی ہے جیسے نسائی اور بیہقی، لوگ انہیں شافعی کہتے ہیں حالانکہ وہ اہل حدیث ہیں۔"

یہ وہی امام بیہقی ہیں جن کو مینگل دیوبندی مقلد کہہ رہا ہے جبکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کہتے ہیں کہ امام بیہقی کی تحقیق امام شافعی کی موافق تھی اس لیے لوگوں نے ان کو شافعی کہہ دیا جبکہ حقیقت میں وہ اہل حدیث غیر مقلد تھے۔

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ محدثین کا مسلک اہل حدیث چاروں تقلیدی مذاہب سے الگ مستقل ایک مذہب رہا ہے، جن میں علماء اور عوام سبھی موجود ہیں جن میں مجتہدین بھی تھے اور غیر مجتہد بھی لیکن مقلد کوئی نہیں تھا،

اور یہ اہل حدیث مسلک چاروں تقلیدی فرقوں کے وجود میں آتے ہی ان سے علیحدہ ہو گیا اور اپنا الگ پہچان بنائی۔

چنانچہ دیوبندیو کے فقیہ العصر مفتی رشید احمد لدھیانوی نے مودودی صاحب کو جواب دیتے ہوئے لکھا:

❁ "تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلاف اَنظار کے پیش نظر پانچ مکاتب فکر قائم ہو گئے، یعنی مذاہب اربعہ اور اہل حدیث، اس زمانے سے لیکر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔"

[احسن الفتاوی، جلد 1، ص، 316]

اور جب تقلیدی فرقے وجود میں آئے تو اہل حدیث نے تقلیدیوں کی تقلید کا رد بھی اسی وقت سے شروع کر دیا تھا، چنانچہ اس بارے دیوبندیہ کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

❁ "لہذا التزام مذہب معین کا لابد کیا گیا، اور بدون کسی غرض محمود شرعی کے اس سے انتقال اور ارتحال کو منع کیا گیا، اس وقت سے لوگوں نے تقلید پر اطمینان کر کے کچھ تو قوت استخراج کی کم تھی، کچھ توجہ نہ کی، قیاس منقطع ہو گیا، بہت لوگ اہل حدیث میں سے اس مشورت پر، مصلحت کے مخالف رہے مگر کسی پر لعن طعن نہیں کرتے تھے۔"

اشرف علی تھانوی دیوبندی کے مطابق جب چار تقلیدی فرقے بنے اور تقلیدیوں نے چاروں میں سے ایک مذہب کا مقلد ہونا لازم قرار دیا اور ان چاروں سے خروج ناجائز قرار دیا تو اہل حدیث نے اس کی مخالفت کی، اور تب سے آج تک کر رہے ہیں،

...رنا ہوگی۔(١)

علامہ آمدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "العامی ومن ليس له أهلية الاجتهاد وإن كان محصلاً لبعض العلوم المعتبرة في الاجتهاد يلزمه اتباع قول المجتهد"(٢).

"علوم دینیہ سے نابلد اور وہ شخص جس نے علوم دینیہ تو حاصل کئے لیکن اس میں اجتہاد کی صلاحیت نہیں ان پر مجتہد کا اتباع لازم ہے"۔

"كذلك من لم يبلغ درجة الاجتهاد وإن كان محصلاً لبعض العلوم المعتبرة يلزمه اتباع ... مجتهد من المجتهدين والأخذ بفتواه"(٣).

"جس عالم کی رسائی درجہ اجتہاد تک نہ ہو اگر چہ وہ بعض علوم کی ابجد سے واقف ہے پھر بھی کسی مجتہد کی تقلید اس پر لازم ہے"۔

اکابرین امت بھی مقلد تھے

امام بیہقی جیسا محدث جب مقلد ہے تو آج کل کے محققین کیسے اپنے کو تقلید سے مستغنی سمجھتے ہیں؟ "وأما البیهقی فكان على مذهب الشافعي منتصراً له في عامة أقواله"(٤). امام بیہقی شافعی المذہب تھے امام شافعی کے عام اقوال میں ان کی طرف سے دفاع کرتے تھے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ان مقلدین کے نام گنواتے ہیں جو اصحاب علم وفضل ہونے کے باوجود تقلید سے مستغنی نہیں: "وبعدهم أصحاب مالك كعبد الله بن وهب وعثمان بن كنانة وأشهب وابن عبدالحكم ...

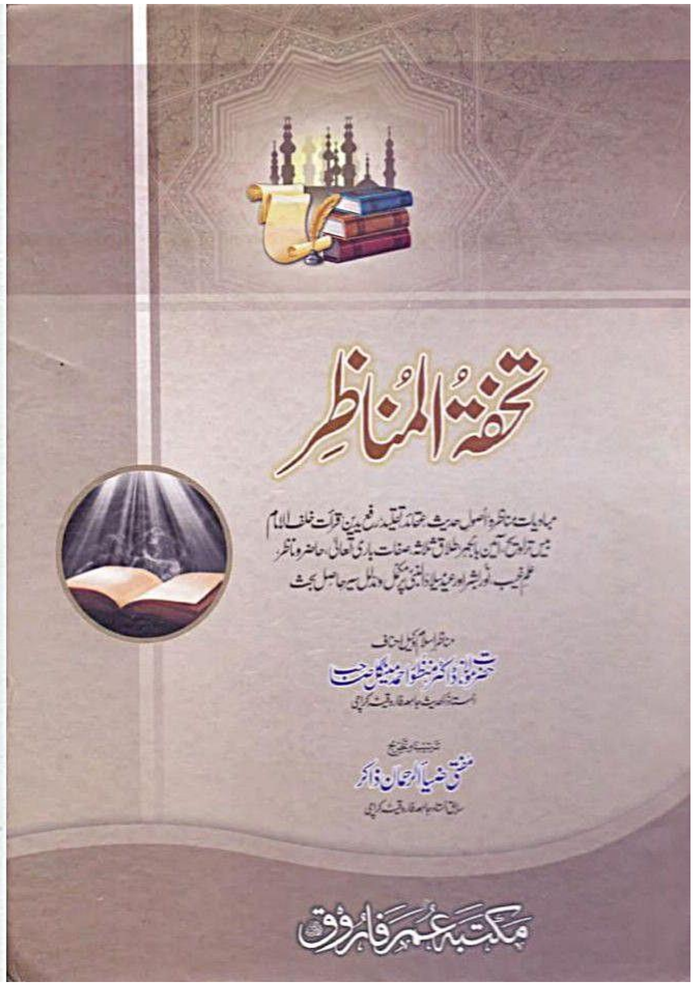
---

(١) اس عبارت پر مولانا امین اللہ پشاوری صاحب لکھتے ہیں: "تو دیکھئے تقلید عوام پر کیا علماء پر بھی واجب کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں ... اجتہاد کیا چیز ہے؟ جس کو آپ نے عنقا سمجھ رکھا ہے کہ صرف امام صاحب اس پر قادر ہیں اور کوئی قادر نہیں۔"

یہ اعتراض از خود غلط ہے۔ کیوں کہ ظاہر ہے کہ اجتہاد کی صلاحیت سے متصف نہ ہونے کی وجہ سے براہ راست نصوص سے ... استنباط نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا تقلید تو کرنی پڑے گی اور اجتہاد کے متعلق کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ صرف امام صاحب اس قادر ہیں ... علاوہ کوئی قادر نہیں۔

(٢) (الإحكام في أصول الأحكام، المسئلة الثانية: ٤/١٩٧، مؤسسة الحلبي، القاهرة).

(٣) (اتحاف ذوي البصائر: ٦٣٠). (٤) (مجموعة الفتاوى: ٢٠/٢٦، مكتبة العبيكان).



/ وسئل أيضاً ـ رضي الله عنه :

هل البخاري، ومسلم، وأبو داود، والترمذي، والنسائي، وابن ماجه، وأبو داود الطيالسي، والدارمي، والبزار، والدارقطني، والبيهقي، وابن خزيمة، وأبو يعلى الموصلي، هل كان هؤلاء مجتهدين لم يقلدوا أحداً من الأئمة، أم كانوا مقلدين؟

وهل كان من هؤلاء أحد ينتسب إلى مذهب أبي حنيفة؟

وهل إذا وجد في موطأ مالك: عن يحيى بن سعيد، عن إبراهيم بن محمد بن الحارث التيمي، عن عائشة. ووجد في البخاري: حدثني معاذ بن فضالة، قال: حدثنا هشام، عن يحيى ـ هو ابن أبي كثير ـ عن أبي سلمة، عن أبي هريرة. فهل يقال: إن هذا أصح من الذي في الموطأ؟ وهل إذا كان الحديث في البخاري بسند وفي الموطأ بسند، فهل يقال: إن الذي في البخاري أصح؟

وإذا روينا عن رجال البخاري حديثاً ولم يروه البخاري في صحيحه فهل يقال: هو مثل الذي في الصحيح؟

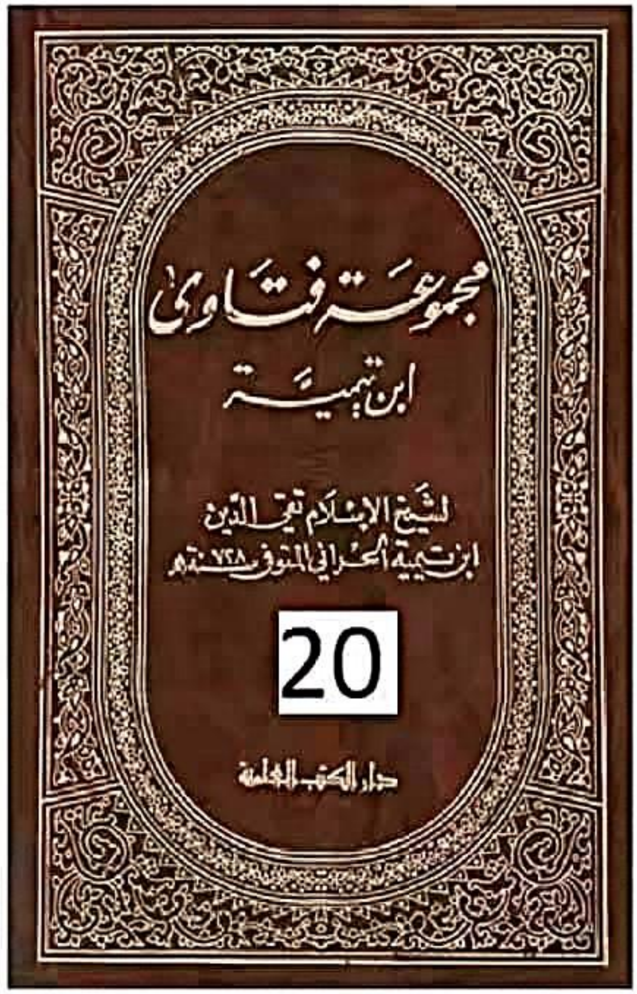
/ فأجاب: ٢٠/٤٠

الحمد لله رب العالمين، أما البخاري، وأبو داود فإمامان في الفقه من أهل الاجتهاد.

وأما مسلم، والترمذي، والنسائي، وابن ماجه، وابن خزيمة، وأبو يعلى، والبزار، ونحوهم، فهم على مذهب أهل الحديث، ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء، ولا هم من الأئمة المجتهدين على الإطلاق، بل هم لا يميلون إلى قول أئمة الحديث؛ كالشافعي، وأحمد، وإسحاق، وأبي عبيد، وأمثالهم. ومنهم من له اختصاص ببعض الأئمة، كاختصاص أبي داود ونحوه بأحمد بن حنبل، وهم إلى مذاهب أهل الحجاز ـ كمالك وأمثاله ـ أميل منهم إلى مذاهب أهل العراق؛ كأبي حنيفة والثوري.

وأما أبو داود الطيالسي فأقدم من هؤلاء كلهم، من طبقة يحيى بن سعيد القطان، ويزيد ابن هارون الواسطي، وعبد الله بن داود، ووكيع بن الجراح، وعبد الله بن إدريس، ومعاذ ابن معاذ، وحفص بن غياث، وعبد الرحمن بن مهدي، وأمثال هؤلاء من طبقة شيوخ الإمام أحمد.

٢٥



جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے کہا:

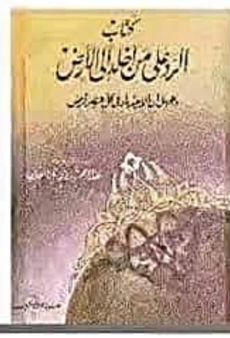
پھر اُن کے بعد وہ لوگ آئے جو اُن کے راستے پر چلے اور ہدایت کو مضبوطی سے پکڑا۔ مثلاً: یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، بشر بن المفضل، خالد بن الحارث، عبدالرزاق (بن ہمام الصنعانی)، وکیع (بن الجراح)، یحییٰ بن آدم، حمید بن عبدالرحمٰن الرواسی، ولید بن مسلم، (عبداللہ بن الزبیر) الحمیدی، (محمد بن ادریس) الشافعی، (عبداللہ) بن المبارک، حفص بن غیاث، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، ابوداود الطیالسی، ابوالولید الطیالسی، محمد بن ابی عدی، محمد بن جعفر، یحییٰ بن یحییٰ النیسابوری، یزید بن زریع، اسماعیل بن علیہ، عبدالوارث بن سعید، عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید، وہب بن جریر، ازہر بن سعد، عفان بن مسلم، بشر بن عمر، ابوعاصم النبیل، معتمر بن سلیمان، نضر بن شمیل، مسلم بن ابراہیم، حجاج بن منہال، ابوعامر العقدی، عبدالوہاب الثقفی، فریابی، وہیب (؟) بن خالد، عبداللہ بن نمیر اور دوسرے، ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنے سے پہلے امام کی تقلید نہیں کی۔

﴿ ٥٧ ﴾

شيأ ثم حدث بعدهم من اعتصم بهداهم وسلك سبيلهم في نحو ذلك نحو يحيى بن سعيد القطان وعبد الرحمن بن مهدي وبشر بن المفضل وخالد بن الحارث وعبد الرزاق ووكيع ويحيى بن آدم وحميد بن عبد الرحمن الرواسي والوليد بن مسلم والحميدي والشافعي وابن المبارك وحفص بن غياث ويحيى بن زكريا بن ابي زائدة وابي داود الطيالسي وابي الوليد الطيالسي ومحمد بن ابي عدي ومحمد بن جعفر ويحيى بن يحيى النيسابوري ويزيد بن زريع واسماعيل ابن علية وعبد الوارث بن سعيد وابنه عبد الصمد ووهب بن جرير وازهر بن اسد وعفان بن مسلم وبشر بن عمر وابي عاصم النبيل والمعتمر بن سليمان والنضر ابن شميل ومسلم بن ابراهيم والحجاج بن منهال وابي عامر العقدي وعبد الوهاب الثقفي والفريابي ووهب بن خالد وعبد الله بن نمير وغيرهم مما من هؤلاء احد قلد اماما كان قبله ثم تلاهم على مثل ذلك احمد بن حنبل واسحاق

﴿ ٥٨ ﴾

ابن راهويه وابو ثور وابو عبيد وابو خيثمة وابو ايوب الهاشمي وابو اسحاق الفزاري ومخلد بن الحسين ومحمد بن يحيى الذهلي وابو بكر وعثمان ابنا ابي شيبة وسعيد بن منصور وقتيبة ومسدد والفضل بن دكين ومحمد بن المثنى وبندار ومحمد بن عبد الله بن نمير ومحمد بن العلاء والحسن بن محمد الزعفراني وسليمان بن حرب وعارم وغيرهم ليس منهم احد قلد رجلا وقد شاهدوا من قبلهم ورأوهم فلو رأوا التقسيم في سعة من ان يقلدوا دينهم احدا منهم لقلدوا ثم اتى بعد هؤلاء البخاري ومسلم وابو داود والنسائي ومحمد بن سنجر ويعقوب ابن شيبة وداود بن علي ومحمد بن نصر المروزي وابن المنذر ومحمد بن جرير الطبري وبقي بن مخلد ومحمد بن عبد السلام الخشني وغيرهم ما منهم احد اتى



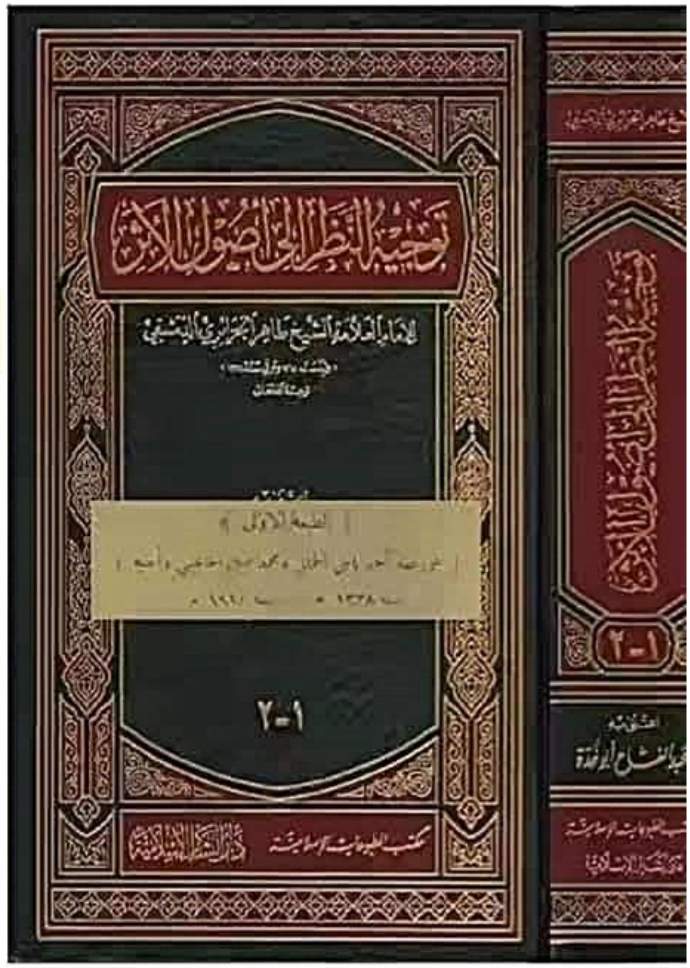
— ١٨٥ —

وجل كان يرى السيف على أمة محمد صلى الله عليه وسلم. قال أبو عبد الله الحسن بن صالح فقيه ثقة مأمون مخرج في الصحيح واتباعه على الثوري أنه كان زيدي المذهب قال أبو عبد الله قد ذكرت ما أدى اليه الاجتهاد في الوقت من مذاهب المتقدمين ولم يحتمل الاختصار أكثر منه وفي القلب أن أذكر بمشيئة الله تعالى في غير هذا الكتاب مذاهب المحدثين بمدينة الدنيا من شيوخ شيوخي والله الموفق لذلك بمنه انه أنول قد عرفت من العبارات الواردة في هذا النوع ما أراد الحاكم بمذاهب المحدثين هنا وقد سئل بعض البارعين في علم الاثر عن مذاهب المحدثين مراراً بحلك الى المشهور عند الجمهور فأجاب عما سئل عنه بجواب يوضح حقيقة الحال وان كان فيه نوع اجمال وقد أحببنا ايراده هنا مع اختصار ما قال: أما البخاري وأبو داود فامامان في الفقه وكانا من أهل الاجتهاد وأما مسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه وابن خزيمة وأبو يعلى والبزار ونحوهم فهم على مذهب أهل الحديث ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ولا هم من الأئمة المجتهدين على الاطلاق بل يميلون الى قول أئمة الحديث كالشافعي وأحمد واسحاق وأبي عبيد وأمثالهم وهم الى مذاهب أهل الحجاز أميل منهم الى مذاهب أهل العراق. وأما أبو داود الطيالسي فاقدم من هؤلاء كلهم من طبقة يحيى بن سعيد القطان ويزيد بن هرون الواسطي وعبد الرحمن بن مهدي وأمثالهم من طبقة شيوخ الامام أحمد وهؤلاء كلهم لا يألون جهداً في اتباع السنة غير أن منهم من يميل الى مذهب العراقيين كوكيع ويحيى بن سعيد ومنهم من يميل الى مذهب المدنيين كعبد الرحمن بن مهدي. وأما الدارقطني فانه كان يميل الى مذهب الشافعي الا أنه له اجتهاداً وكان من أئمة السنة والحديث ولم يكن حاله كحال أحد من كبار المحدثين ممن جاء على أثره فالتزم التقليد في عامة الاقوال الا في قليل منها مما يعد ويحصر فان الدارقطني كان أقوى في الاجتهاد منه وكان أفقه وأعلم منه

(ذكر النوع الثالث والثلاثين من علوم الحديث)

هذا النوع من هذه العلوم مذاكرة الحديث والتمييز بها والمعرفة عند المذاكرة بين الصدوق وغيره فان المجازف في المذاكرة يجازف في الحديث. ولقد كتبت على جماعة من أصحابنا في المذاكرة أحاديث لم يخرجوا من عهدتها قط وهي مثبتة عندي وكذلك أخبرني أبو علي الحافظ وغيره من مشايخنا أنهم حفظوا على قوم في المذاكرة ما احتجوا بذلك على جرحهم ونسأل الله حسن العواقب والسلامة مما نحن فيه بمنه وطوله. سمعت أبا العباس محمد بن يعقوب يقول حدثنا الحسن بن علي بن عفان العامري قال حدثنا أبو يحيى الحماني عن الاعمش عن جعفر بن اياس عن أبي نضرة عن أبي سعيد قال: تذاكروا الحديث فان الحديث يهيج الحديث أخبرني عبد الحميد بن عبد الرحمن القاضي قال حدثنا أبي قال حدثنا عبد الله بن هاشم قال حدثنا وكيع قال حدثنا كهمس عن الحسن عن عبد الله بن بريدة عن علي بن أبي طالب قال: تزاوروا واكثروا ذكر الحديث فانكم ان لم تفعلوا يندرس الحديث. وعن الاحوص عن عبد الله قال تذاكروا الحديث فان حياته مذاكرته

(٢٤)



انا انزلنا الیک الکتاب لتبین للناس ما نزل الیہم ولعلہم یتفکرون

ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے
تاکہ آپ اسے لوگوں سے کھول کر بیان کر دیں تاکہ
وہ سوچیں۔

حجۃ اللہ البالغہ (اردو)

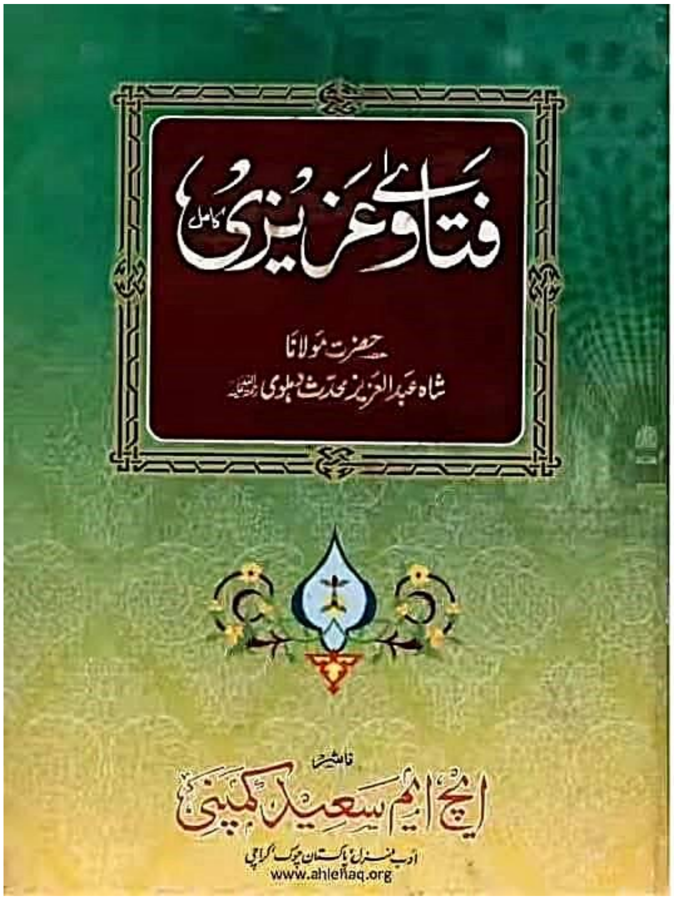
تالیف
حضرت قطب الملۃ حکیم الامۃ مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ
مولانا عبدالحق حقانی

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار، لاہور

کہ صرف اپنے شہر اور اپنے درجہ کے لوگوں کی حدیثیں جمع کر سکتے تھے اور نیز اگلے علما اسماء الرجال اور راویوں کے درجہ عدالت کا اندازہ ان امور سے کر لیا کرتے تھے۔ جو ان کو حالت کے مشاہدہ اور قرائن کے تتبع سے معلوم ہو جایا کرتے تھے۔ لیکن اب اس طبقہ کے علماء نے اس فن میں نہایت غور کیا اور اس کو مدون کر کے اور بحث و تفتیش کر کے ایک مستقل فن کر دیا اور احادیث کے صحیح اور غیر صحیح قرار دینے میں باہم مناظرہ کیے گئے۔ اس طرح اس تدوین اور مباحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان حدیثوں کا فیصلہ ہو گیا جن کا متصل یا منقطع ہونا پہلے مخفی تھا۔ پہلے یہ حالت تھی کہ امام سفیان اور وکیع وغیرہم نہایت اہتمام اور اجتہاد کرتے تھے۔ لیکن صحیح احادیث ایک ہزار سے کم ہی ان کو بہم پہنچی تھیں۔ اور ابو داؤد سجستانی نے اس کو اپنے اس رسالہ میں لکھا ہے، جس کو انہوں نے اہل مکہ کو بھیجا تھا اور اب اس طبقہ میں محدثین تقریباً چالیس ہزار تک احادیث کی روایت کرتے تھے امام بخاری کی نسبت یہ امر صحیح ہے کہ انھوں نے چھ ہزار احادیث سے صحیح بخاری کو مختصر کیا ہے اور ابو داؤد کی نسبت بھی یہ ثابت ہوا ہے کہ پانچ ہزار احادیث سے انہوں نے اپنے سنن کو منتخب کیا ہے۔ اور امام احمدؒ نے اپنی مسند کو احادیث نبوی کے معلوم کرنے کے لیے ایک میزان قرار دیا ہے۔ جو حدیثیں اس مسند میں موجود ہیں اگرچہ ان کی روایت ایک ہی طریقہ سے ہو ان کے لیے کوئی نہ کوئی اصل ہے ورنہ ان کو بے اصل سمجھنا چاہیے۔

اس طبقہ کے اساطین علماء یہ ہیں: عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن سعید قطان، یزید بن ہارون، عبدالرزاق، ابوبکر بن ابی شیبہ، مسدد، ہناد، احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ، فضل بن دکین، علی ابن مدینی اور ان کے دیگر ہم رتبہ محدثین۔ طبقات محدثین میں یہ طبقہ طراز اور پہلا نمونہ ہے۔ جب محققین اہل حدیث نے فنی روایت اور درجات حدیث خوب مکمل کر لیے تو اس کے بعد ان کی توجہ فقہ کی طرف مائل ہوئی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ بہت سی احادیث اور آثار فقہاء کے ہر ایک مذہب کے خلاف ہیں۔ اس واسطے متقدمین میں سے خاص کسی امام کی تقلید پر اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے احادیث نبوی صحابہ تابعین اور مجتہدین کے آثار کا تتبع کیا اور اوروں کے لیے انہوں نے ایسے قواعد کی بنا ڈالی جن کو اپنے ذہنوں میں انہوں نے خوب راسخ کر لیا تھا ان قواعد کو چند تقریروں میں ہم بیان کرتے ہیں ان کا مسلک یہ تھا کہ جب تک کسی مسئلہ کا حکم قرآن سے ثابت ہو تو کسی دوسری شے کی طرف توجہ نہ کرنا چاہیے اور اگر قرآن میں حکم مسئلہ کا مختلف الوجوہ ہو تو اس کا فیصلہ حدیث سے کرنا چاہیے اور جب قرآن میں ان کو کوئی حکم نہیں ملتا تھا تو رسول خدا کی حدیث پر عمل کرتے تھے۔ خواہ وہ حدیث مستفیض ہوتی جس پر فقہا عمل درآمد کر چکے تھے۔ یا کسی خاص شہر کے علما یا کسی خاندان کے علماء سے یا کسی خاص طریقہ سے وہ مروی ہوتی۔ خواہ صحابہ اور فقہاء نے اس پر عمل کیا ہوتا یا نہ عمل کیا ہو۔ کسی مسئلہ میں جب ان کو کوئی حدیث مل جاتی تھی تو اس کے بعد پھر اس کے مخالف کسی اثر یا کسی اجتہاد کا اتباع نہیں کیا کرتے تھے۔ اور جب نہایت کوشش اور تتبع احادیث کے بعد بھی اس مسئلہ میں حدیث نہیں ملتی تھی تو اس وقت صحابہ یا تابعین میں سے ایک جماعت کی اقتدا کرتے تھے۔ اور ان کے اقوال پر عمل کر لیا کرتے تھے اس میں ان کو کسی قوم یا کسی شہر کی خصوصیت اور قید نہ تھی۔ ان سے قدما کا طریقہ بھی یہی تھا۔ ایسی صورت میں اگر اس مسئلہ میں جمہور خلفا اور فقہاء کا





فتاوی عزیزی ۴۴۱

تابع ہیں۔ مثلاً امام اعظم رحمہ اللہ نے قرار دیا ہے کہ عام قطعی ہے مانند خاص کے اور خاص صاف طور پر بیان کیا ہوا ہے تو اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور عموم واسطے مشترک کے اس کے معانی میں نہیں اور حقیقت و مجاز دونوں جمع نہیں ہو سکتے اور خبر واحد جو خلاف قیاس ہو۔ اس پر عمل نہ ہوگا بلکہ قیاس پر عمل ہوگا۔ مانند حدیث مصراۃ کے اور امام اعظم رحمہ اللہ نے ایسا الاجتہاد احادیث و آثار حضرت عمر رضی اللہ عنہ شافعی رحمہ اللہ میں زیادہ احتیاط دیکھی۔ مثلاً صدقہ دوسیرے زیادہ دینا اور طاؤس کا گوشت نکھانا علی ہذا القیاس اور جو مسائل ہیں کہ اسمیں مذہب شافعی میں وہ شخص زیادہ احتیاط دیکھے اور صرف بنظر احتیاط ان مسائل میں مذہب شافعی پر عمل کرے۔ لیکن ان تینوں صورتوں میں دوسری شرط بھی ہے کہ تلفیق واقع نہ ہو۔ تلفیق سے مراد یہ ہے کہ مثلاً دو مذہب پر عمل کرنے سے کوئی ایسی صورت متحقق ہو جائے کہ وہ دونوں مذہب میں سے کسی مذہب میں جائز نہ ہو۔ مثلاً کسی شخص کے نزدیک ثابت ہو کہ فصد ناقض وضو ہے اور وہ بعد وضو کے فصد کھلوائے۔ اور پھر اسی وضو سے نماز امام کے پیچھے پڑھے اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھے کہ ایسی نماز کسی مذہب میں درست نہیں۔ وضو مذہب حنفی کے موافق باطل ہو گیا اور اسی وجہ سے وہ نماز بھی مذہب حنفی میں درست نہ ہوئی۔ سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اور اس وجہ سے وہ نماز مذہب شافعی میں بھی درست نہ ہوئی۔ اور جب یہ تینوں وجوہ نہ پائے جائیں اور کوئی حنفی مذہب اس حال میں مذہب حنفی کو ترک کرے۔ اور شافعی کی اقتدا کرے تو یہ بھی قریب حرام کے ہے اور ایسا ہی اگر کوئی شافعی مذہب اس حال میں مذہب شافعی کو ترک کرے۔ اور مذہب حنفی کی اقتدا کرے تو یہ بھی قریب حرام کے ہے اس واسطے کہ یہ دین میں کھیل کرنا ہے۔ (ماخوذ از سوالات عشرہ شاہ سجاد [illegible])

مسائل فقہ

سوال : محدثین علم فقہ پر عمل کرتے ہیں یا نہیں بعض شخص کہتے ہیں کہ محدثین علم فقہ پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ (از سوالات قاضی)

جواب : علماء محدثین کسی ایک مذہب پر مذاہب مجتہدین سے نہیں رہتے ہیں تو علماء محدثین کے بعض اعمال مطابق کتب فقہ کے ہوتے ہیں اور بعض اعمال دوسری کتابوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ فقط

سوال : اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو حدیث سے انکار کرے۔

جواب : اس مسئلہ میں چند احتمالات ہیں۔

۱۔ اول یہ کہ تمام حدیثوں سے انکار کرے یہ بعینہٖ کفر ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ حدیث متواتر سے انکار کرے۔ اور اسمیں کچھ تاویل نہ کرے یہ بھی کفر ہے!

۳۔ تیسرے یہ کہ حدیث صحیح سے جو قسم احاد سے ہے انکار کرے اور یہ انکار خواہش نفسانی سے ہو۔ اس وجہ سے [illegible]

امدادُ الفتاویٰ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب قدس سرہٗ

بترتیبِ جدید:

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلد پنجم

مکتبہ دار العلوم کراچی

امداد الفتاویٰ جلد پنجم ۳۰۳ کتاب البدعات

واحوط اقوال کو اختیار کرتے، مائۃ رابعہ تک یہی حال رہا، بعد مائۃ رابعہ کے تقضائے الٰہی سے بہت سے امور پر آشوب پیدا ہوئے تقاصر ہمم یعنی ہمتیں ہر علم میں پست ہونا شروع ہوئیں، جدال بین العلماء کہ ہر شخص دوسرے کی مخالفت کرنے لگا، تراجم بین الفقہاء کہ ہر فقیہ دوسرے کے قول وفتوے کو رد کرنے لگا، اعجاب کل ذی رای برایہ یعنی ہر شخص حتی کہ قلیل العلم بھی اپنی رائے پر اعتماد کرنے لگا، تعمق فی الفقہ والحدیث یعنی دونوں علموں میں افراط ہونے لگا، یعنی بعض فقہاء اپنے اصول ممہدہ سے حدیث صحیح کو رد کرنے لگے، اور بعض اہل حدیث ادنیٰ علت ارسال وانقطاع یا ادنیٰ ضعف راوی سے مجتہد کی دلیل کو باطل ٹھہرانے لگے، جور قضاۃ یعنی قاضی اپنی رائے سے جس پر چاہتے تعدی کرتے، تعصب یعنی اپنی جماعت کو امور محتملہ میں یقیناً حق پر سمجھنا، دوسرے کو قطعاً باطل جاننا جب یہ آفتیں پیدا ہوئیں جو لوگ اس زمانہ میں معتد بہ تھے انہوں نے اتفاق کیا، کہ ہر شخص کو قیاس کرنے کا اختیار نہ ہونا چاہئے اور کسی مفتی کا فتویٰ اور قاضی کی قضاء معتبر نہ ہونا چاہئے، جب تک کہ متقدمین مجتہدین میں سے کسی کی تصریح نہ ہو چونکہ ائمہ اربعہ سے سابقین سے مذہب مشہور نہ تھا، لہٰذا ان کی تقلید پر اجماع کیا گیا، اور ترک التزام مذہب واحد میں ظن غالب تلاعب فی الدین واتباع رخص واتباع ہوئی کا تھا، لہٰذا التزام مذہب معین کا لابد کیا گیا اور بدون کسی غرض محمود شرعی کے اس سے انتقال وارتحال کو منع کیا گیا، اس وقت سے لوگوں نے تقلید پر اطمینان کرکے کچھ تو قوت استخراج کی کم تھی، کچھ توجہ نہ کی، قیاس منقطع ہوگیا، بہت لوگ اہل حدیث میں سے اس مشورت پر مصلحت کے مخالف رہے مگر کسی پر لعن طعن نہیں کرتے تھے، نہ اہل تخریج ان سے کچھ تعرض کرتے تھے، یہاں تک کہ اس سے زیادہ فتنہ انگیز وقت آیا، اور دونوں فریقوں میں تشدد بڑھا، بعض مقلدین نے اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء ومصیب وجوباً ومفروض الاطاعت تصور کرکے عزم بالجزم کیا، کہ خواہ کیسی ہی حدیث صحیح مخالف قول امام کے ہو اور مستند قول امام کا بجز قیاس کے امر دیگر نہ ہو۔ پھر بھی بہت سی علل وخلل حدیث میں پیدا کرکے یا اس کی تاویل بعید کرکے حدیث کو رد کریں گے، اور قول امام کو نہ چھوڑیں گے ایسی تقلید حرام اور مصداق قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا الآیۃ اور خلاف وصیت ائمہ مرحومین کے ہے اور بعض اہل حدیث نے قیاس وتقلید کو مطلقاً حرام اور اقوال صحابہ وتابعین کو غیر مستند ٹھہرایا، اور ائمہ مجتہدین یقیناً خاطی وغاوی اور کل مقلدین کو مشرکین ومبتدعین کے ساتھ ملقب کیا، اور سلف پر طعن اور خلف پر لعن اور ان کی تجہیل وتضلیل وتحمیق وتفسیق کرنا شروع کیا، حالانکہ اس تقلید کا جواز مجمع علیہ امت کا اور داخل عموم آیت واتبع سبیل من اناب الی وآیۃ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون، وآیہ وجعلنا هم ائمة یهدون بامرنا وآیۃ اولئك الذین هدی الله فبهداهم اقتده کے ہے اور ہر زمانہ میں استفتاء وفتویٰ چلا آتا ہے۔ اگر

✱ کیا عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرنا تقلید ہے؟ ✱

منظور مینگل دیوبندی آیت "پوچھ لو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے" کے تحت لکھتا ہے:

"اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آیت اور حدیث میں سوال کا تذکرہ ہے سوال اور تقلید میں فرق ہے"

مینگل کہتا ہے جواب یہ ہے کہ تقلید نتیجہ اور ثمرہ ہے سوال کا، پہلے آپ سوال کریں گے پھر دیے گئے جواب کو مانیں گے یہی تقلید ہے... پہلے مجتہد سے کوئی بات دریافت کی جائے گی پھر علم ہونے کے بعد اس پر عمل کیا جائے گا، سوال مقدمہ تقلید ہے اور تقلید ثمرہ نتیجہ سوال ہے۔"

مینگل دیوبندی کی عبارت کا سادہ مطلب یہ ہے کہ عالم سے سوال کرنے کے بعد علم ہو جانے پر اس کا جواب ماننا تقلید ہے۔

پہلی بات، تو یہ ہے کہ علم آ جانے پر تقلید جاتی رہتی ہے، ایک بندے کو مسئلہ کا علم ہو گیا چاہے جس بھی زریعہ سے ہوا خود کتاب پڑھ کر ہوا یا کسی کے بتانے سے اب اس مسئلہ کا عالم ہے جیسے وہ عالم ہے جس نے مسئلہ بتایا، لہذا جیسے اب مسئلہ بتانے والا مقلد نہیں جس کو مسئلہ بتانے کے بعد علم ہو گیا وہ بھی مقلد نہیں، کیونکہ اس مسئلہ میں اب دونوں کا علم یکساں ہے،

دوسری بات،

مینگل دیوبندی کے حنفی بابوں کے اصول کی کتابوں میں لکھا ہے:

❁ فالرجوع الى النبي عليه الصلاة والسلام أو إلى الإجماع ليس منه وكذا العامي إلى المفتي والقاضي الى العدول لايجاب النص ذلك عليهما.

"پس نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف (یعنی حدیث کا ماننا) اور اجماع کی طرف رجوع کرنا اس (تقلید) میں سے نہیں ہے، اسی طرح عامی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع (تقلید میں سے نہیں ہے) کیونکہ اسے نص (کتاب وسنت کی دلیل) نے واجب کیا ہے۔"

شافعیوں کا اصول ہے،

❁ علی بن محمد الآمدی الشافعی متوفی 631ھ نے کہا:

أما (التقليد) فعبارة عن العمل بقول الغير من غير حجة ملزمة.. فالرجوع إلى قول النبى عليه السلام وإلى ما أجمع عليه أهل العصر من المجتهدين ورجوع العامي إلى قول المفتي وكذلك عمل القاضي بقول العدول لا يكون تقليدا.

"تقلید عبارت ہے غیر کے قول پر بغیر حجت لازمہ کے عمل کرنا۔ پس نبی علیہ السلام اور مجتہدین عصر کے اجماع کی طرف رجوع، عامی کا مفتی سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔"

[الاحکام فی اصول الاحکام ج3 ص227]

مالکیوں کا اصول ہے،

❁ ابن الحاجب النحوی المالکی متوفی 646ھ نے کہا:

فالتقليد العمل بقول غيرك من غير حجة وليس الرجوع إلى قوله صلى الله عليه وسلم وإلى الإجماع والعامي إلى المفتي والقاضي إلى العدول بتقليد لقيام الحجة .

"پس تقلید، تیرے غیر کے قول پر بغیر حجت کے عمل (کا نام) ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور اجماع کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے (اور اسی طرح) عامی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے کیونکہ اس پر دلیل قائم ہے۔"

اگر تو عامی کا عالم سے پوچھ کر عمل کرنا تقلید ہوتا تو صرف سوال پوچھنا بھی تقلید ہوتا، کیونکہ عمل کے لیے سوال لازم ہے اور جو مسئلہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اس کا بھی وہی حکم ہوتا ہے جو مسئلہ کا ہے، جبکہ اصول فقہ کہتی ہے عالم سے پوچھنا تقلید نہیں،

❁ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

"اسی طرح عالم کی اطاعت جو عام مسلمان کرتے ہیں اس کو بھی تقلید نہ کہا جائے گا، کیونکہ کوئی بھی ان عالموں کی بات یا ان کے کام کو اپنے لیے حجت نہیں بناتا، بلکہ یہ سمجھ کر ان کی بات مانتا ہے کہ مولوی آدمی ہیں کتاب سے دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے، اگر ثابت ہو جائے ان کا یہ فتوی غلط تھا کتب فقہ کے خلاف تھا تو کوئی بھی نہ مانے"

[جاءالحق، ص21]

معلوم ہوا عالم سے مسئلہ پوچھنا پھر اس پر عمل کرنا تقلید نہیں، کیونکہ کوئی بھی عالم کی بات کو حجت نہیں سمجھتا یہ تقلید تب ہو گی جب عالم کی بات کو حجت سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے۔

مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"ہم غیر منصوص مسائل اور منصوصہ متعارض فیھا میں تقلید کے قائل ہیں۔"

اس پر ہمارا منصفانہ اور عادلانہ سوال ہے مینگل سے،

کہ جو مسائل منصوص ہیں اور متعارض فیھا نہیں ان میں عامی عالم سے پوچھ کر عمل نہیں کرے گا کیا؟ اگر ان میں بھی عالم سے سوال پوچھے گا اور جواب ملنے پر اس پر عمل کرے گا تو منصوص مسائل میں مقلد کیوں نہ ہوا، عامی کے لیے تو منصوص اور غیر منصوص ایک جیسے ہیں دونوں میں وہ عالم سے پوچھ کر ہی عمل کرے گا تو غیر منصوص مسئلہ پوچھ کر عمل کرنے پر مقلد اور منصوص مسئلہ پوچھ کر عمل کرنے پر غیر مقلد کیسے ؟

اسی طرح عقائد میں موجودہ مقلدین تقلید حرام کہتے ہیں،

"کیا عقائد میں مقلد کو قرآن و حدیث سمجھ آجاتا ہے؟ جو مقلد ایک عربی عبارت اوپر سے دیکھ کر نہیں پڑھ سکتا وہ منصوص مسائل اور غیر منصوص کے فرق کا حل کیسے کر لیتا ہے؟

مثلاً عقیدہ ختم نبوت کو لے لیتے ہیں، ایک عامی مقلد کو کیسے علم ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت قرآن و حدیث سے ثابت ہے جبکہ یہ ایک عربی عبارت نہیں پڑھ سکتا؟

اگر یہ تقلید کرتا ہے تو عقائد میں تقلید حرام ہے یہ حرام کا مرتکب ہو گیا، اگر مولوی سے پوچھ کر مانتا ہے تو مینگل کے مطابق یہ تقلید ہے۔

یاد ہے آیت "پوچھ لو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے"، اور پوچھنا تمہارے نزدیک مقدمہ تقلید ہے اور پھر عمل کرنا ثمرہ تقلید،

اسی طرح منصوص مسائل ہیں مثلاً پانچ وقت مقررہ وقت پر نماز فرض ہے،

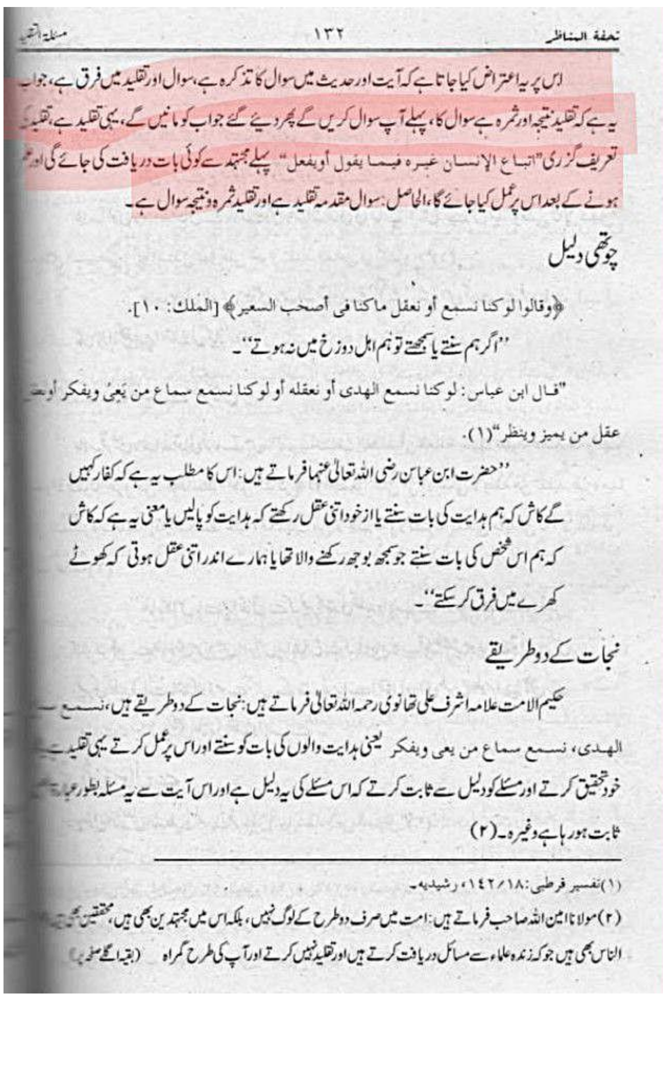
عامی مقلد کو کیسے پتہ کہ قرآن و حدیث سے پانچ وقت نماز مقررہ وقت پر فرض ہے، ایک عامی مقلد جو ایک عربی عبارت اوپر سے دیکھ کر نہیں پڑھ سکتا وہ قرآن و حدیث سے نماز کے مقررہ اوقات اور اس کی فرضیت کے دلائل کیسے تلاش کر لیتا ہے؟

اگر تو مولوی سے پوچھ کر عمل کرتا ہے تو یہ تیرے مطابق تقلید ہے، جو کہ تیرے نظریہ کے مطابق ناجائز ہے منصوص مسائل میں، تو کیا عامی مقلد منصوص مسائل میں خود مجتہد ہوتا ہے؟

اب دو ہی صورتیں بچتی ہیں تیسری کوئی نہیں، یا تو عامی کا مولوی سے مسئلہ پوچھ کر سمجھ کر عمل کرنا تقلید نہیں، یا پھر سارے عامی مقلد حرام کے مرتکب ہیں عقائد اور منصوص مسائل میں تقلید کر کے،

قطعی الدلالۃ لوٹے بیچنے والے تبلیغی کو کیا پتہ قطعی الدلالۃ کیا ہوتا ہے جس میں تقلید نہیں کرنی چاہیے، نہ وہ قطعی الدلالۃ اور ظنی الدلالۃ میں فرق کر سکتا ہے اسے مولوی سے پوچھ کر ہی عمل کرنا ہے پھر وہ قطعی الدلالۃ میں بھی مولوی کا مقلد بن گیا۔

اور اگر مولوی سے پوچھ کر عمل کرنا تقلید نہیں تو پھر مسئلہ حل ہو گیا سارے عامی مقلد در حقیقت غیر مقلد ہی ہیں، کیونکہ جیسے بھی مسائل ہوں عامی نے مولوی ہی سے پوچھنا ہے اور یہ تقلید نہیں، نہ کوئی مقدمہ تقلید ہوتا ہے نہ ثمرہ تقلید یہ سب مینگل دیوبندی کی ڈرامے بازیاں ہیں۔


تحفۃ المناظر ۱۳۲ مسئلۃ التقلید

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آیت اور حدیث میں سوال کا تذکرہ ہے، سوال اور تقلید میں فرق ہے، جواب یہ ہے کہ تقلید نتیجہ اور ثمرہ ہے سوال کا، پہلے آپ سوال کریں گے پھر دیئے گئے جواب کو مانیں گے، یہی تقلید ہے، تقلید کی تعریف گزری "اتباع الإنسان غیرہ فیما یقول أو یفعل" پہلے مجتہد سے کوئی بات دریافت کی جائے گی اور علم ہونے کے بعد اس پر عمل کیا جائے گا، الحاصل: سوال مقدمہ تقلید ہے اور تقلید ثمرہ ونتیجہ سوال ہے۔

چوتھی دلیل

﴿وقالوا لو کنا نسمع أو نعقل ما کنا فی أصحب السعیر﴾ [الملك: ۱۰].

''اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم اہل دوزخ میں نہ ہوتے''۔

"قال ابن عباس: لو کنا نسمع الهدی أو نعقله أو لو کنا نسمع سماع من یَعِیُ ویفکر أو عقل من یمیز وینظر"(۱).

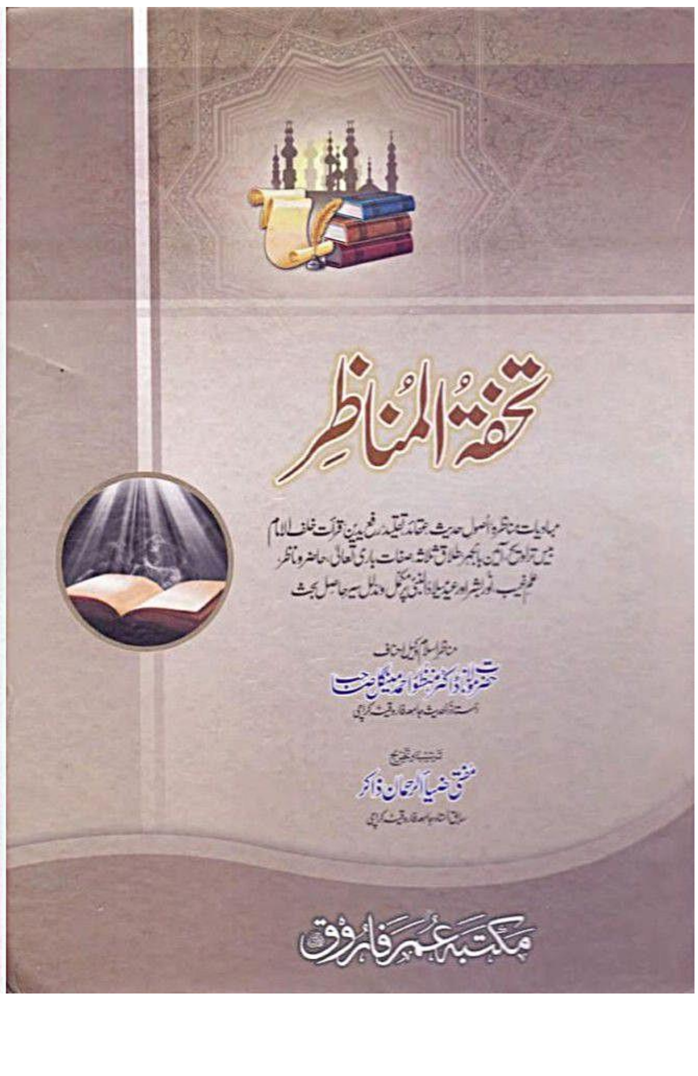
''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار کہیں گے کاش کہ ہم ہدایت کی بات سنتے یا از خود اتنی عقل رکھتے کہ ہدایت کو پالیں یا معنی یہ ہے کہ کاش کہ ہم اس شخص کی بات سنتے جو سمجھ بوجھ رکھنے والا تھا یا ہمارے اندر اتنی عقل ہوتی کہ کھوٹے کھرے میں فرق کر سکتے''۔

نجات کے دو طریقے

حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نجات کے دو طریقے ہیں، نسمع الهدی، نسمع سماع من یعی ویفکر یعنی ہدایت والوں کی بات کو سنتے اور اس پر عمل کرتے یہی تقلید ہے، خود تحقیق کرتے اور مسئلے کو دلیل سے ثابت کرتے کہ اس مسئلے کی یہ دلیل ہے اور اس آیت سے یہ مسئلہ بطور عبارۃ ثابت ہو رہا ہے وغیرہ۔(۲)

(۱) تفسیر قرطبی: ۱۸/۱۴۲، رشیدیہ۔

(۲) مولانا امین اللہ صاحب فرماتے ہیں: امت میں صرف دو طرح کے لوگ نہیں، بلکہ اس میں مجتہدین بھی ہیں، محققین بھی ہیں، عامۃ الناس بھی ہیں جو کہ زندہ علماء سے مسائل دریافت کرتے ہیں اور تقلید نہیں کرتے اور آپ کی طرح گمراہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)



✱ اکثریت حق کا معیار نہیں ✱

منظور مینگل دیو بندی لکھتا ہے:

"مذاہب اربعہ کی تقلید سواد اعظم کی تقلید ہے، اگر علماء کے اختلاف سے پریشان ہے کوئی ایک بات کہتا ہے تو دوسرا اس کے خلاف کوئی اور حکم دیتا ہے تو اس طریقے پر عمل پیرا ہو جس پر مومنین کی اکثریت عمل پیرا ہے۔"

پہلی بات، مینگل دیو بندی نے لکھا کہ مذاہب اربعہ کی پیروی سواد اعظم کی پیروی ہے، اور یہ خود حنفی مقلدین ہی اس کی مخالفت کرتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک چاروں میں سے ایک کی تقلید واجب ہے، مینگل دیو بندی دوسری جگہ خود کہتا ہے کہ کبھی ایک امام کی اور کبھی دوسرے امام کی ماننا تقلیدی دین کو کھلونا بنانا ہے،

توجب تیرے نزدیک مذاہب اربعہ کو ماننا تقلیدی دین کو کھلونا بنانا ہے تو پھر مذاہب اربعہ کی پیروی سواد اعظم کی پیروی کہاں سے ہو گئی؟

دوسری بات،

ایک امام کا مقلد مومن نہیں لہذا یہ مقلدو کی اکثریت جس پر عمل پیرا ہے اس سے بچنا لازم ہے نہ کہ اس پر چلنا،

❁ اللہ پاک کا فرمان ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا.

پس نہیں! تیرے رب کی قسم ہے! وہ مومن نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے، پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو تو فیصلہ کرے اور تسلیم کر لیں، پوری طرح تسلیم کرنا۔

[النساء، 65]

اللہ پاک اختلاف کی صورت میں رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیروی کا فرما رہا ہے اور مینگل دیوبندی کہتا ہے کہ مقلدو کی اکثریت جو کررہی ہے اس کی پیروی کرو۔

اللہ پاک نے فرمایا وہ مومن نہیں جو رسول پاک کو فیصل نہ مانے اپنے اختلافات میں، جبکہ مقلدین امتی کو فیصل بناتے ہیں، لہذا مینگل دیوبندی کا مقلدین کو مومنین کہنا جھوٹ ہے۔

تیسری بات،

مقلدین ظن کی پیروی کرنے والے ہیں جیسا کہ دیوبندیو کی بنائی ہوئی تقلید کی جدید تعریف ہی سے واضح ہے،

❁ پرائمری ماسٹر امین اکاڑوی دیوبندی کہتا ہے کہ اشرف علی تھانوی دیوبندی نے تقلید کی تعریف یہ کی ہے:

"تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلادے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔"

[تحقیق مسئلہ تقلید، ص،3]

❁ زکریا کاندہلوی تبلیغی دیوبندی کہتا ہے:

"کیونکہ تقلید کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ فروعی مسائل فقہیہ میں غیر مجتہد کا مجتہد کے قول کو تسلیم کرلینا اور اس سے دلیل کا مطالبہ نہ کرنا اس اعتماد پر کہ اس مجتہد کے پاس دلیل ہے۔"

[شریعت وطریقت کا تلازم، ص،6]

اس دیوبندیو کی تقلید کی جدید تعریف سے واضح ہے کہ مقلدین ظن کے پیروکار ہیں۔ کہتے یہ مقلدین خود کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پیروکار ہیں لیکن حقیقت میں یہ ظن کی پیروی کرنے والے ہیں، برصغیر کا ہر مقلد ایسے ہی تقلیدی یعنی بلادلیل زندگی گزارتا ہے اور ایسے ہی مرجاتا ہے، ان کا جینا بھی بلادلیل اور مرنا بھی بلادلیل،

❁ جبکہ قرآن میں اللہ پاک فرماتا ہے:

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ.

"جو ہلاک ہو دلیل پر (یعنی یقین جان کر) ہلاک ہو اور جو زندہ رہے، وہ بھی دلیل پر (حق پہچان کر) زندہ رہے۔"

[الانفال، 42]

❁ قرآن مجید میں ایک آیت ہے جو ان مقلدو کی زندگی پر پوری پوری صادق آتی ہے، اللہ پاک نے فرمایا:

وَ اِنۡ تُطِعۡ اَکۡثَرَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ یُضِلُّوۡکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنۡ ہُمۡ اِلَّا یَخۡرُصُوۡنَ.

"اگر تم اُن لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔"

[الانعام، 116، ترجمہ: محمود الحسن دیو بندی]

بر صغیر کی اکثریت مقلدو کی ہے ان کے پیچھے چلنے والے گمراہ ہوں گے کیونکہ یہ ظن یعنی گمان کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے فقہاء قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

مقلدو کا ظن کی پیروی کرنا کیا ہے؟

پہلے تو یہ اپنے امام ابو حنیفہ کے چھ سو سال بعد لکھی جانے والی اپنی فقہ حنفی کی کتاب سے اپنے امام کا بے سند قول اس ظن و گمان کی پیروی میں مان لیتے ہیں کہ یہ واقع امام ابو حنیفہ کا قول ہو گا،

دوسرا،

ان کے فقہاء نے فقہ حنفی میں جو قیاس آرائیاں کر کے کتابیں کالی کی ہیں ان قیاس آرائیوں کی کوئی نہ کوئی دلیل ہو گی یہ ظن کی پیروی میں مانتے ہیں،

تیسرا،

ایک مسئلہ میں امام اور اس کے شاگردوں کے آدھی درجن اقوال میں سے ایک قول ظن کی پیروی میں مان لیتے ہیں کہ یہی راجح قول ہو گا۔

ایسے جاہلوں کی اکثریت ہے اور ایسی اکثریت کی ماننے والوں کے بارے کائنات کا رب کہتا ہے کہ اگر اس اکثریت کی مانو گے تو گمراہ کر دیں گے تمہیں،

لہذا یہ جان لیں رب العالمین کے فرمان پر ایمان رکھتے ہوئے بر صغیر کے مقلدو کی نہیں ماننی تبھی گمراہی سے بچے رہو گے، ورنہ یہ آپ کو بھی ظن کی پیروی پر لگا کر گمراہ کر دیں گے، اللہ پاک ایسے گمراہوں سے مسلمانو کو محفوظ فرمائے، آمین!

تحفۃ المناظر ١٥٤ تقلید شخصی کا ...

خواہش غالب اور احکام خداوندی کی تکمیل مغلوب ہو وہ دین نہیں، اور مذاہب اربعہ کو چھوڑنے میں نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے. مثلاً: غصے میں تین طلاقیں دے دیں ائمہ اربعہ کے نزدیک تینوں واقع ہو گئیں، لہذا غیر مقلدیت اختیار کر لی اور تین ایک ہے کا فتوی حاصل کر لیا، یہاں ترجیح اتباع نفس کی وجہ سے ہے، دین تابع اور نفس متبوع۔

اسی طرح سرد علاقے میں وضو کرنا دشوار ہے، حنفیہ کے نزدیک خون نکلنا ناقض وضو ہے، لہذا مذہب شافعی کو ترجیح دی کہ وضو نہیں ٹوٹا، پھر مس المرأۃ کا تحقق ہوا شوافع کے نزدیک وضو ٹوٹ گیا، لہذا حنفیت کو اختیار کیا۔

چوری میں ہاتھ کٹنے کا مسئلہ ہے اپنا رشتہ دار تھا تو حنفیت کو اختیار کیا کہ نصاب قطع دس درہم ہیں، کسی دشمن نے چوری کی تو مالکی مذہب راجح نظر آیا۔ وقس علیہ البواقی۔ نفس تو رخصت تلاش کرتا ہے. جب کسی مذہب معین کا پابند نہیں ہوگا تو پھر دین، دین نہیں رہے گا۔(١)

مذاہب اربعہ کی تقلید سواد اعظم کی تقلید ہے

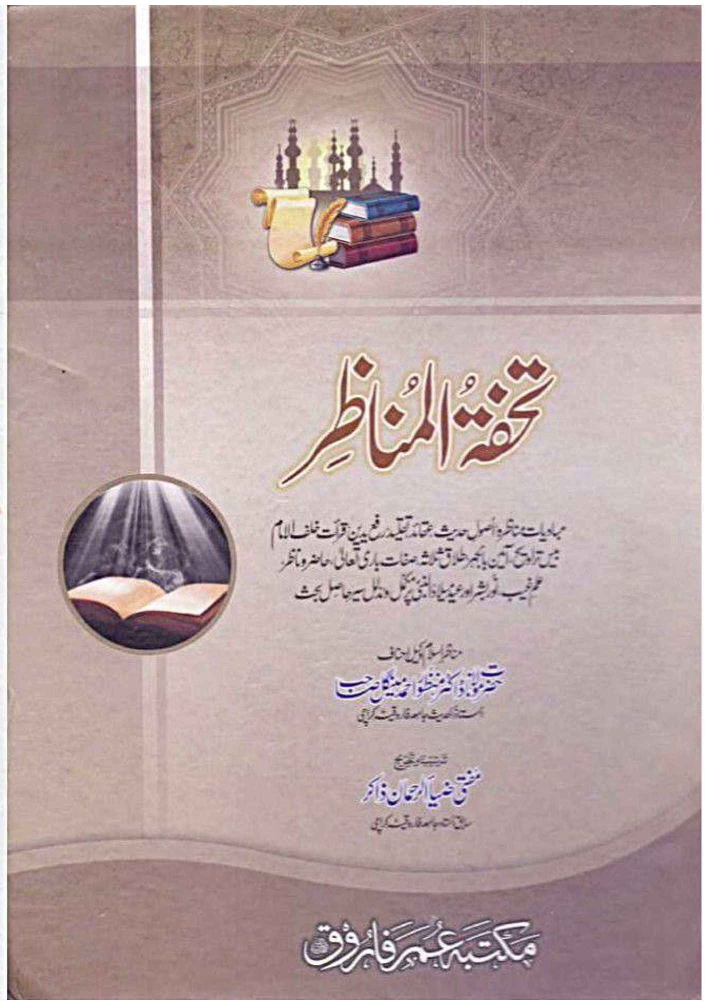
اگر علماء کے اختلاف سے پریشان ہے کوئی ایک بات کہتا ہو تو دوسرا اس کے خلاف کوئی اور حکم دیتا ہے تو اس طریقے پر عمل پیرا ہو جس پر مومنین کی اکثریت عمل پیرا ہے۔

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: "ولما اندرست مذاهب الحقة إلا هذه الأربعة كان اتباعها اتباعا للسواد الأعظم"(١). جب باقی مذاہب حقہ ناپید اور ختم ہو گئے اور یہی مذاہب اربعہ باقی ہیں تو ان کا اتباع ہی سو...

(١) یہاں بھی مولانا امین اللہ صاحب نے ، ص: (١٣٠) پر حسب عادت تناقض ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ۔ لکھتے ہیں: حضرت صاحب اپنے تحفہ میں لکھتے ہیں مذاہب اربعہ سے اعراض فتنہ وفساد ہے۔ پھر لکھتے ہیں: مذاہب اربعہ کی تقلید سواد اعظم کی تقلید ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اولاً آپ تو تین مذاہب کو چھوڑ چکے ہیں، تذکرہ چار کا کرتے ہیں اور تقلید ایک کی کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں بڑا انتشار ہے۔ آپ ذرا غور کیجئے ۔ پھر مسلم الثبوت کی عبارت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ائمہ اربعہ کے علاوہ دیگر علماء کی بات بھی مانی جا سکتی ہے۔

جس غور کا مشورہ مولانا دوسروں کو دے رہے ہیں اگر اس کا کچھ حصہ اپنے لئے بھی رکھتے تو بات واضح تھی ۔ یہاں دو الگ الگ مسئلے ہیں اور دونوں کا اثبات الگ الگ عبارات سے ہوتا ہے۔ پہلا مسئلہ مطلق تقلید کا ہے کہ مطلق تقلید ضروری ہے کہ اس کے علاوہ چارہ کار نہیں، کیوں کہ ہر ایک میں اجتہاد کی صلاحیت کا نہ ہونا بدیہی اور فطری امر ہے۔ لہذا مطلق تقلید کے جواز واثبات کی تائید کے لئے ان عبارات کو پیش کیا۔ اور دوسرا مسئلہ تقلید شخصی کا ہے جو خاص ہے اور جس کے دلائل الگ سے ذکر کئے گئے۔

(٢) (عقد الجيد: ٥٦، قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانه، كراچی).



✱ کیا مقلد امام کا قول چھوڑ سکتا ہے؟ ✱

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"اگرچہ ماہرین کو امام کا قول چھوڑنے کی اجازت ہے،

بات دراصل یہ ہے کہ یہ اس قسم کے مسائل ہیں جس میں متاخرین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اس زمانے میں اس قول پر عمل ہوگا اور پہلے والے قول پر عمل نہیں کیا جائے گا یعنی زمانہ کے تبدل سے حکم بھی تبدیل ہوگا، اور اس سے فقہ حنفی سے خروج لازم نہیں آتا۔"

ایسی ہی بات تقی عثمانی دیوبندی نے بھی اپنی کتاب تقلید کی شرعی حیثیت میں کی ہے، لکھا ہے:

❁ "یہ مثالیں تو ان مسائل کی ہیں جن میں تمام متاخرین حنفی فقہاء امام ابو حنیفہ کے قول کو ترک کرنے پر متفق ہو گئے اور ایسی مثالیں تو بہت سی ہیں جن میں بعض فقہاء نے انفرادی طور پر کسی حدیث کی وجہ سے امام ابو حنیفہ کے قول کی مخالفت کی ہے۔"

حدیث کی بنیاد پر امام کا قول چھوڑ دینے والا قابل ملامت نہیں تو اہل حدیث یہی کام کریں تو قابل ملامت کیوں؟ لیکن حقیقت میں ان دونوں مولویوں کے اکابرین نے حدیث چھوڑ کر امام کے قول کو ماننا اور ماننے کی دعوت دی ہے،

کیونکہ امام اعظم کے قول کو مرجوح اور غیر مفتی بہہ کہنے کے لیے ایک اور امام اعظم درکار ہے،

❁ در مختار میں لکھا ہے:

"جو حنفی امام کے قول کو رد کرے اس پر ریت کے ذروں کے برابر لعنت ہو۔"

❁ محمود الحسن دیوبندی صاحب خیار مجلس "البیعان بالخیار ما لم یتفرقا" کے مسئلہ میں فرماتے ہیں:

الحق و الانصاف ان الترجیح للشافعی فی ھذہ المسئلۃ و نحن مقلدون یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفہ۔

حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کو ترجیح حاصل ہے مگر ہم امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں ہم پر انکی تقلید واجب ہے۔"

[تقریر ترمذی، ص:39]

❁ شیخ احمد سرہندی تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جب روایات معتبرہ میں اشارہ کرنے کی حرمت واقع ہوئی ہو اور اس کی کراہت پر فتویٰ دیا ہو اور اشارہ وعقد سے منع کرتے ہوں اور اس کو اصحاب کا ظاہر اصول کہتے ہوں تو پھر ہم مقلدوں کو مناسب نہیں کہ احادیث کے موافق عمل کر کے اشارہ کرنے میں جرات کریں اور اس قدر علمائے مجتہدین کے فتویٰ کے ہوتے امر محرم اور مکروہ اور منہی کے مرتکب ہوں۔"

[مکتوبات جلد 1، مکتوب 312]

❁ ابن نجیم حنفی صاحب جنہیں ابو حنیفہ ثانی کہا جاتا ہے اگر یہ بھی حنفی ماہرین میں سے نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں، فرماتے ہیں:

"ایک مومن کا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ ذمی رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گستاخی کرتا رہے اور اسے کچھ نہ کہا جائے لیکن ہم امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں ہم پر ان کی تقلید واجب ہے۔"

❁ محمود الحسن دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

"لیکن سوائے امام کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے۔"

❁ رشید احمد لدھیانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

"غرض یہ کہ یہ مسئلہ اب تشنہ تحقیق ہے لہذا ہمارا فتوی اور عمل قول امام رحمہ اللہ کے مطابق ہی رہے گا۔اس لیئے کہ ہم امام رحمہ اللہ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لیئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلہ اربعہ (قرآن و حدیث ،اجماع و قیاس) کہ ان سے استدلال وظیفہ مجتہد ہے۔"

مزید لکھتے ہیں:

"تبرعا لکھ دی ہے ورنہ رجوع الی الحدیث وظیفہ مقلد نہیں۔"

[احسن الفتاوی]

❁ قاضی زاہد حسینی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"حالانکہ ہر مقلد کے لیئے آخری دلیل مجتہد کا قول ہے۔جیسا کہ مسلّم الثبوت میں ہے ، اما المقلد فمستنده قول المجتهد، اب ایک شخص امام ابو حنیفہ کا مقلد ہونے کا مدعی ہو اور ساتھ وہ امام ابو حنیفہ کے قول کے ساتھ یا علیحدہ قرآن وسنت کا بطور دلیل مطالبہ کرتا ہے تو وہ بالفاظ دیگر اپنے امام اور رہنما کے استدلال پر یقین نہیں رکھتا۔"

[کتاب دفاع امام ابو حنیفہ عبدالقیوم حقانی]

❁ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

"حنفیوں کے دلائل یہ روایتیں نہیں ان کی دلیل صرف قول امام ہے۔ہم مسائل شرعیہ میں امام صاحب کا قول و فعل اپنے لئے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں کرتے۔"

[جاء الحق]

❁ احمد رضا خان بریلوی صاحب فرماتے ہیں:

"امام کا قول ضروری ایسا امر ہے جس کے ہوتے ہوئے نہ روایت پر نظر ہو گی نہ ترجیح پر۔"

[فتاوی رضویہ جلد 1]

❀ اصول کرخی میں مقلدین کے لیے اصول درج ہے:

"ہر وہ آیت یا حدیث جو ہمارے اصحاب (یعنی فقہاء حنفیہ) کے قول کے خلاف ہو گی اسے یا تو منسوخ سمجھا جائے گا یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا اور اولیٰ یہ ہے کہ اس آیت کی تاؤیل کر کے اسے (فقہاء کے قول) کے موافق کر لیا جائے۔"

[اصول کرخی، ص،12]

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ حنفی فقہاء کے لیے امام کے قول کو چھوڑنا جائز نہیں، اگر وہ حدیث دیکھ کر امام کا قول چھوڑتا ہے تو اسے اپنے امام کے قول پر اعتماد نہیں، یعنی وہ مقلد نہیں رہا، ادلہ اربعہ سے استدلال مجتہد کا کام ہے مقلد کا نہیں،

اسی لیے مذکورہ بالا مقلد مولویوں نے حدیثیں چھوڑ دی اور امام کے قول کی تقلید کی ہے، اور کہا کہ ہم پر یہی واجب ہے کہ امام کے قول کی پیروی کی جائے،

اور یہی اصل تقلید ہے کہ قرآن وحدیث کے برعکس امتی کی بے دلیل رائے کو حجت مان کر پیروی کرنا۔

...ب

اگر چہ ماہرین کو قول امام چھوڑنے کی اجازت ہے لیکن شیخ الہند اپنے کو ماہر فن نہیں بلکہ عامی شمار کرتے ہیں.
... فرماتے ہیں ہم امام صاحب کی تقلید کریں گے۔ نیز آپ کو شیخ الہند اور علامہ لکھنوی کے اقوال تو نظر آجاتے ہیں
...مہ ابن ہمام اور علامہ زیلعی کے اقوال کو بھی ملاحظہ فرمائیں جو فرماتے ہیں حنفیہ کا مسلک دلائل سے ثابت
... آپ کو اس پر اطمینان نہیں تو چلیں ان مسائل کے بارے میں مناظرہ کرتے ہیں کہ حنفیہ ان مسائل میں کمزور
...یں؟

...دلیل

﴿اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أرباباً من دون الله﴾. [التوبة: ٣١].

''انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا معبود بنالیا ہے''۔

کہتے ہیں کہ مقلدین بھی یہی کام کرتے ہیں، اپنے امام کو رب سمجھتے ہیں۔ تحلیل وتحریم اماموں کے ہاتھ میں ... چیز کو وہ حلال کہیں مقلدین بھی حلال کہتے ہیں جس کو وہ حرام کہیں مقلدین بھی اسے حرام کہتے ہیں۔

...

یہ محض الزام ہے مقلدین ائمہ کو حلال وحرام بنانے والا نہیں بلکہ حلال وحرام بتانے والا سمجھتے ہیں۔ کسی کو کافر ... ہے اور کافر بتانا الگ چیز ہے۔ ائمہ صرف حکم لگاتے ہیں پہلے وہ حلال وحرام پردہ خفا میں ہوتا ہے اور بعد ... ہو جاتا ہے۔

نیز مذمتِ تقلید میں اس آیت کو پیش کرنا بایں طور بھی درست نہیں کہ آیت میں یہود پر رد ہے کہ وہ مخالف ... میں اپنے علماء، درویشوں کی اطاعت کرتے تھے، جب کہ تقلید مخالف شرع امور میں نہیں کی جاتی بلکہ تقلید تو ... سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہے، اور ائمہ مجتہدین کا درجہ صرف واسطے اور شارح کا ہے۔ علامہ ...اللہ فرماتے ہیں:"وطاعةُ الله ورسوله وتحليلُ ماحلله الله ورسوله، وتحريمُ ماحرّمه الله ...جابُ ماأوجبه الله تعالىٰ ورسوله واجبٌ على جميع الثقلين الإنس والجن، واجب على ... كل حال سراً وعلانيةً لكن لما كان من الأحكام مالا يعرفه كثيرٌ من الناس، رجع

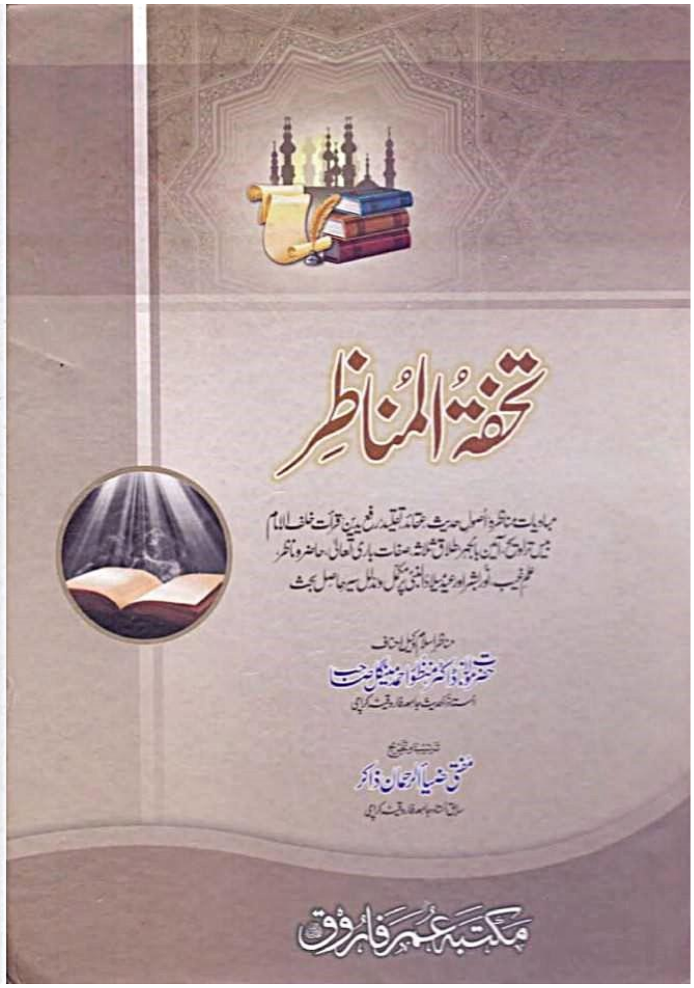
اگر آپ ہم سے "ھدایہ" وغیرہ کے ہر ہر مسئلے پر عمل کرانا چاہتے ہیں تو اولاً "بخاری" کی ہر ہر حدیث پر عمل کریں۔ کتاب التفسیر میں ﴿فأتوا حرثكم أنى شئتم﴾ [البقرة:٢٢٣] کی تفسیر میں حضرت ابن عمر کی حدیث بول قائما، فجر کی سنتیں پڑھ کر سوجانا اور پھر اٹھ کر فرض پڑھنا۔ اور ایسی دیگر احادیث موجود ہیں ان پر عمل کریں۔ بخاری میں کتنی احادیث مرفوعہ اور اقوال صحابہ موجود ہیں لیکن ان پر آپ کا عمل نہیں اس لئے کہ آپ اقوال صحابہ کو حجت ہی نہیں سمجھتے۔

الزام: کہتے ہیں کہ متاخرین کے بہت سے اقوال ایسے ہیں وہ فقہ حنفی کے مخالف ہیں، آپ کے متاخرین خود فقہ حنفی سے بےزار ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اگر متاخرین قواعد وضوابط اور متقدمین کے فتاویٰ کی روشنی میں کوئی حکم جاری کریں تو اس سے کہاں لازم آتا ہے کہ وہ فقہ حنفی سے بیزار ہیں۔ اس طرح تو غیر مقلدین کئی احادیثوں پر عمل نہیں کرتے، لہٰذا کہا جائے گا کہ غیر مقلدین حدیث سے بیزار ہیں۔

جواب: دراصل بات یہ ہے کہ یہ اس قسم کے مسائل ہیں جن میں متاخرین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اس زمانے میں اس قول پر عمل ہوگا اور پہلے والے قول پر عمل نہیں کیا جائے گا یعنی تبدل زمان سے حکم بھی تبدیل ہوگا۔ اور اس سے فقہ حنفی سے خروج لازم نہیں آتا، ایسے مسائل کی تعیین اہل فن اور ماہرین کریں گے۔

امام معصوم نہیں

کہتے ہیں کہ "امام معصوم نہیں ان سے غلطی ہوسکتی ہے۔" یہ بات درست ہے کہ امام معصوم نہیں اور ان سے غلطی ہوسکتی ہے لیکن آپ یہ کہتے ہیں کہ "یہ مسئلہ غلط ہے" اور "ہوسکتا ہے" میں بہت فرق ہے۔ صرف اس احتمال سے آپ امام صاحب کے سارے استنباطات کو غلط قرار دیتے ہیں۔ احتمال تو ہر مسئلے میں نکلتا ہے احتمال کی بنیاد پر رد کرنا اور حقائق کو ٹھکرانا کسی صورت میں درست نہیں۔ احتمال تو (نعوذ باللہ) قرآن میں بھی ہوسکتا ہے تو کیا اس احتمال کی وجہ سے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) آپ قرآن کو غلط قرار دیں گے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ قرآن کے بارے میں تو ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون﴾ [الحجر: ٩]، موجود ہے تو اس پر بھی اعتراض ہوسکتا ہے کہ یہ بھی خود بنائی ہوئی ہو۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں محض احتمال کی وجہ سے کسی مسئلہ کو غلط نہیں قرار دیا جاسکتا۔ عقل کسی چیز کو نہیں چھوڑتی۔ ہر چیز کے اندر احتمال نکال لیتی ہے، عقل تو یہ بھی کہتی ہے کہ آدمی اپنے



✱ اماموں کی تقلید کس نے واجب کی؟ ✱

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"عامی کے لیے تقلید کرنا تو ویسے ہی لازم ہے، لیکن اگر بڑا عالم ہے لیکن اجتہاد کی صلاحیت نہیں تو اسے بھی تقلید کرنا ہوگی۔"

اس عقل کے دشمن مینگل دیوبندی نے عالم اور جاہل کا فرق ہی ختم کر دیا ہے،

❁ اللہ پاک فرماتا ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّـذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّـذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۗ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ.

"بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔"

[الزمر،9]

چار ائمہ کے بعد قیامت تک سارے مقلد ہی رہیں گے ان مقلدو کے مطابق کیونکہ ان کے نزدیک مجتہد پیدا کرنے پر اللہ نے پابندی لگادی ہے،اور اگر کوئی پیدا ہو بھی گیا تو انہوں نے اسے مجتہد ماننا ہی نہیں لہذا قیامت تک کے لیے چار امام فکس کر لیے گئے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منسوب مذہب، مسجدیں، مدرسے، مکتبے، تو ایک صدی تک چلنے تھے اور اللہ پاک نے ان کی اتباع کے دلائل سے قرآن بھر دیا،

اور جن چار اماموں کے نام پر قیامت تک مذہب، مسجدیں، مدارس، مکاتب چلنے تھے ان کا کہیں قرآن و حدیث میں نام تو دور کی بات حوالہ بھی نہیں، یہ اللہ پاک کا طریقہ نہیں، اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز انسان کے لیے جتنی ضروری ہے اس کے بارے احکامات بھی اسی کثرت سے اللہ پاک بیان فرماتا ہے۔

اگر تقلید کے بغیر جنت نہیں ملنی تھی، اگر تقلید کے بغیر گزارا نہیں تھا امت محمدیہ کا، اگر تقلید کے بغیر نجات ممکن نہیں، اگر تقلید کے بغیر دین پر عمل ممکن نہیں، اگر تقلید کے بغیر گمراہی ہے، تو اللہ پاک کو اس کے بارے صراحت سے آگاہ کرنا چاہیے تھا اپنے بندوں کو، ان چار اماموں کی تقلید کے بارےاحکامات بھی اسی کثرت سے ہوتے جتنی ضروری ان کی تقلید کرنا ہے، کیونکہ یہ شریعت کا ضابطہ ہے کہ جو چیز انسان کے لیے جتنی زیادہ ضروری ہے اتنے ہی کثرت سے اس کا ذکر ہے، مثلاً نماز ادا کرنا انسان کے لیے اہم ولازم عمل ہے اس لیے تقریباً سو بار اللہ پاک نے قرآن میں اس کا ذکر کیا ہے۔

لیکن پورے قرآن میں اللہ پاک نے تقلید کا لفظ تک استعمال نہیں کیا ذکر تو دور کی بات ہے، رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے فرمودات میں تقلید کا لفظ استعمال نہیں کیا، کسی امام کا نام تک نہیں لیا، کسی مجتہد کا ذکر نہیں کیا،

یہ کیسی ضروری اور واجب چیز تھی جس کا نام تک نہیں لیا گیا، نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت واتباع واجب تھی اللہ پاک نے صراحت سے قرآن پاک میں کئی بار حکم دیا، لیکن آئمہ اربعہ کی پیروی کا ذکر تک نہیں، اب اللہ پاک کو تو معلوم تھا آئمہ اربعہ نے آنا ہے اور لوگو نے ان کی تقلید کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالنا ہے قیامت تک مذہب ان کے نام پر چلانا ہے، مدرسے، مسجدیں مکتبے ان کے ناموں سے منسوب ہونے ہیں، دیوبندیو نے اپنی ساری زندگی تقلید ثابت کرتے کرتے مر جانا ہے، لیکن اللہ پاک نے آگاہ نہیں فرمایا تقلید کے بارے، کہ ان کی تقلید کرنا نجات پا جاؤ گے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے استنجا کیسے کرنا ہے یہ تک بتادیا اپنی امت کو، لیکن چار امام آنے ہیں ان کے پیچھے چلنا ہے یہ نہیں بتایا، عیسیٰ علیہ السلام نے قرب قیامت آنا ہے یہ بتایا، امام مہدی نے قرب قیامت آنا ہے یہ بتایا، لیکن چار اماموں کا نہیں بتایا۔

یہ قابل غور بات سمجھیں کے قرب قیامت ایک امام نے آنا ہے یعنی امام مہدی نے اس کے بارے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بتادیا لیکن قیامت تک جن چار اماموں کی تقلید لوگوں نے کرنی ہے ان کا بتایا ہی نہیں۔

اس سے معلوم ہوا یہ تقلید کوئی دین اور شریعت کا حصہ نہیں بلکہ چوتھی صدی کی ایک بدعت ہے، اس پر عمل واجب نہیں اس سے بچنا واجب ہے، یہ ثابت کرنے کی چیز نہیں بلکہ رد کرنے کی چیز ہے، ساری زندگی غیر نبی کی پیروی میں گزار کر مقلد مر جاتا ہے، اس لیے یہ عزت کی نہیں ذلت کی چیز ہے۔

❁ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وأما أن يقول قائل إنه يجب على العامة تقليد فلان أو فلان فهذا لا يقوله مسلم.

"اور اگر کوئی کہنے والا کہے کہ عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے تو یہ قول کسی مسلمان کا نہیں ہے۔"

[مجموع الفتاوی، 22،249]

یعنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مطابق مینگل اور سارے دیوبندی مسلمان نہیں۔

❁ ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:

ان الله لم يكلف أحداً أن يكون حنفيا أو مالكيا أو شافعيا أو حنبليا بل كلفهم أن يعملوا بالسنة.

"اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس بات کا مکلف نہیں بنایا کہ وہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی بنے بلکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کا مکلف بنایا ہے۔"

[شرح عین العلم ص، 324]

تقلید سے مفر نہیں

...ی کے لئے تو تقلید کرنا ویسے ہی لازم ہے لیکن اگر بڑا عالم ہے مگر اجتہاد کی صلاحیت نہیں تو اسے بھی تقلید

... پشاوری صاحب دسواں مسئلہ ار تحقیق کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں: احناف کہتے ہیں کہ مذاہب اربعہ کی تقلید ... سے خروج جائز نہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان چار مذاہب میں تین مذاہب کی تقلید جائز نہیں اور اگر کسی نے ایسا کیا ... کا ارتکاب کیا، اس کو تعزیر دی جائے گی، بلکہ حنفی کا شافعی لڑکی سے نکاح جائز ہے اور شافعی کا حنفی لڑکی سے نکاح جائز ... پہلے چاروں مذاہب کو حق سمجھتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ تین برحق نہیں۔ اگر یہ تعارض نہیں تو پھر تعارض کس چیز کا نام ہے؟

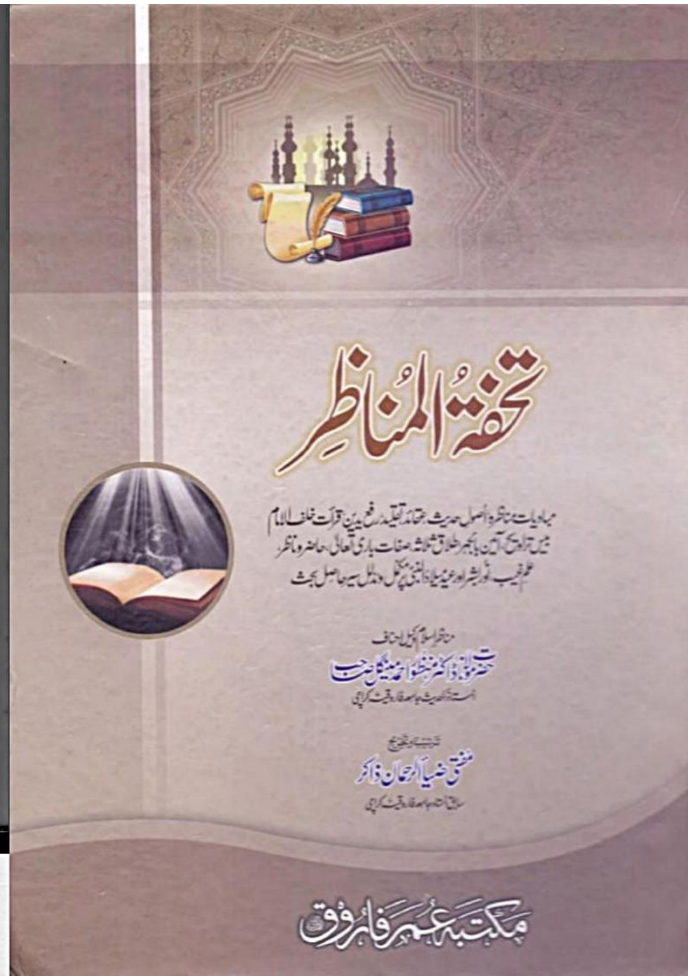
... مذہب علی سبیل التحقیق مذموم نہیں محمود ہے۔ اگر صفت اجتہاد سے موصوف کوئی عالم اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر اپنے ... کر دوسرا مذہب اختیار کرے تو چونکہ یہ انتقال بنا بر دلیل ہے، لہذا اسے منع نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کی تعریف کی ... حضرات جو اس صفت سے متصف نہیں اور ان میں کھرے کھوٹے کی تمیز نہیں تو ان کا انتقال یقینا اور بداہتاً خواہش ... کے علاوہ کچھ نہیں، اسی لئے مذاہب و دین کو کھلونا بنانا اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف انتقال کرنا تعزیر کا ... حوالہ عبارات دلالت کرتی ہیں۔

... کا شافعی کے ساتھ نکاح جائز نہیں یہ عبارت احناف کی کتابوں میں نہیں البتہ لا ینبغی کے الفاظ موجود ہیں جو ... میں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مذاہب کے اختلاف کی وجہ سے ممکن ہے کہ عائلی زندگی میں بھی اختلاف واقع ہو، اسی ... سے تعبیر کیا۔ فتاوی بزازیہ کی عبارت قال الإمام السفکردی : لا ینبغی للحنفی أن یزوج لك شافعی ... مولانا امین اللہ پشاوری صاحب کا تبصرہ "پس دیکھئے اہل کتاب سے بھی بڑا کافر سمجھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ چاروں ... نصاف اور دیانت کی دھجیاں بکھیرنا ہے۔

... مین اللہ پشاوری صاحب! خدارا محض ضد و عناد اور اپنی ریاست و سیادت کو قائم رکھنے کے لئے اس قسم کے الزامات ... کس دلیل کی بنا پر آپ احناف کی طرف یہ منسوب کر رہے ہیں کہ شوافع یا باقی مذاہب کے پیروکاروں کو کافر سمجھتے ہیں یا ... اب کی پیداوار ہے؟ اسی طرح باقی عبارات کے متعلق بھی اپنے اجتہاد کو بروئے کار لاتے ہوئے اس قسم کے ... ت اور انصاف کے سراسر خلاف ہیں۔

تحفة المناظر　　۱۵۶　　تقلید شخصی کا ...

... رنا ہوگی۔(۱)



✱ کیا محدثین کی ماننا تقلید ہے؟ ✱

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"غیر مقلدین کے دلائل خود تقلید پر مبنی ہیں، کیونکہ وہ کہتے ہیں امام ابو حنیفہ نے فلاں مسئلہ میں حدیث صحیح کی مخالفت کی، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے تو کہتے ہیں حافظ ابن حجر اور فلاں فلاں نے اس کی تصحیح کی ہے، یہ خود تقلید ہے کہ حافظ ابن حجر کی بات تسلیم کرتے ہیں، یہاں دوہرا معیار کہ ائمہ اربعہ کی تقلید حرام و شرک قرار پائے حافظ ابن حجر اور دیگر محدثین کی تقلید سر آنکھوں پر۔"

پہلی بات تو یہ ہے کہ محدثین کا مینگل اور دوسرے دیوبندی بھی حکم حدیث مانتے ہیں لیکن انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ ہم محدثین کی تقلید کرتے ہیں، آج بھی کوئی پوچھ لے ان سے تو یہی کہیں گے کہ ہم تو فقہ حنفی کے مقلد ہیں امام بخاری و دیگر محدثین کے نہیں،

تو جب تم خود ہی اسے تقلید نہیں مانتے تو ہمیں کیسے ان کی تقلید کروا رہے ہو؟

دوسری بات،

حقیقت یہ ہے کہ مقلدین کو ہزار سال سے آج تک یہ ہی سمجھ نہیں آئی کہ تقلید کہتے کسے ہیں نہ ہی ہزار سال سے مقلدین تقلید کی تعریف پر متفق ہو سکے ہیں، جس طرح شیعہ کے ہر ذاکر کا اپنا اپنا ہی واقعہ کربلا ہے اسی طرح مقلدین کے ہر عالم کی اپنی اپنی تقلید کی تعریف ہے، یہی اس کے بدعت ہونے کی ایک نشانی ہے۔

بہر حال تقلید کی تعریف جو عموماً بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ غیر نبی کی بات کو جس کا قول ماخذ شریعت میں سے نہ ہو بلا دلیل حجت ماننا تقلید ہے، تو بات یہ ہے کہ کسی شخص کی گواہی قبول کرنا تقلید نہیں، یہ بات اصول فقہ حنفی میں بھی لکھی ہے لیکن

مقلدین کو اس کا علم ہی نہیں، محدثین کی روایات بھی گواہیاں ہیں کہ میں نے فلاں سے سنا فلاں نے فلاں سے سنا، فلاں ثقہ ہے فلاں ضعیف ہے فلاں کذاب ہے، اور اسے قبول کرنا تقلید نہیں،

❁ اللہ پاک نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

"اگر کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔"

اس سے محدثین نے اصول نکالا ہے کہ عادل کی گواہی قبول ہو گی اور فاسق کی گواہی کی تحقیق کی جائے گی، تو محدثین کی روایت اور رواۃ پر گواہیاں ہیں جو ان کے عادل ہونے کی وجہ سے قبول کی جاتی ہیں آیت کے حکم کے تحت،

لہذا عادل شخص کی گواہی قبول کرنا قرآن سے ثابت ہے جو کہ شریعت کا ماخذ ہے اور یہ تقلید نہیں،

پھر محدثین سے دلیل کی بنیاد پر اختلاف بھی کیا جاتا ہے، جو کہ اس کی واضح دلیل ہے کہ اہل حدیث محدثین کی تقلید نہیں کرتے،

❁ ایک اعرابی رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا۔ کہا میں نے چاند دیکھا ہے، یعنی رمضان کا چاند، آپ نے فرمایا:

کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں۔ اس نے کہا: ہاں!

فرمایا: کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اس نے کہا: ہاں!

آپ نے فرمایا: اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دے کہ کل روزہ رکھیں۔

[رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والدارمی مشکوۃ]

اسی طرح دوسری روایت میں ہے:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ چاند دیکھنے لگے۔ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے بھی چاند دیکھا ہے، میری خبر پر آپ نے خود بھی روزہ رکھا۔ اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

[مشکوۃ]

اسی طرح اور بھی اس موضوع پر روایات ہیں اس میں واضح طور پر ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک اعرابی اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر کہ ہم نے چاند دیکھا ہے روزہ رکھا، اب کیا مینگل دیوبندی یہ کہے گا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی تقلید کی ہے؟

مقلد مولوی کا کام ہے دھوکہ دینا اور مقلد عوام شوق سے دھوکہ کھاتی ہے صرف اس وجہ سے کہ اہل حدیث کے خلاف کچھ مل جائے انہیں لیکن اللہ پاک کے فضل و کرم سے جو مسلک حق ہو ان کی مخالفت اپنا ہی نقصان کرنے والی بات ہے،

اسلام کے قوانین ہی گواہوں پر ہیں، زنا کے لیے چار گواہ، قرض کے لین دین میں دو گواہ، نکاح میں دو گواہ، طلاق میں گواہ، قتل کے مقدمات میں گواہ، شراب کے مقدمات میں گواہ، چوری کے مقدمات میں گواہ، وغیرہ وغیرہ، یعنی اسلامی قوانین کا مدار ہی گواہی پر ہے اس طرح ہر بندہ ہی مقلد بن جاتا ہے، اس لیے حنفی فقہاء نے اصول لکھ دیا کہ:

"قاضی کا گواہوں کی گواہی قبول کرنا تقلید نہیں۔"

لہذا یہ مینگل دیوبندی کا دجل ہے کہ محدثین کی گواہیاں ماننا تقلید ہے۔

تعیین علل مجتہد کا کام ہے

اگر کوئی کہے کہ علت اسکار نکالنا اور حکم کو بھنگ کی طرف منتقل کرنا آسان ہے، اس کے لئے مجتہد کی کیا ضرورت؟ اس کا جواب یہ ہے کہ علت کی تعیین کہ یہ علت حقیقی ہے یا سبب قریب؟ یہ حکم معلول بعلتین ہے یا بعلۃ واحدۃ وغیرہ صرف مجتہد ہی کر سکتا ہے، غیر مجتہد کے بس کی بات نہیں۔

ایک کی ہی تقلید کیوں

اگر اولی الامر سے امراء مراد لئے جائیں تو اولی الامر جمع کا صیغہ ہے، آپ کتنے امیروں کے قائل ہیں ظاہر ہے کہ ایک ہی امیر ہوگا۔ "مسلم شریف" کی حدیث میں ہے: "ایک امام کی موجودگی میں اگر دوسرا امامت کا دعویٰ کرے تو اسے قتل کیا جائے گا" (١)۔

اسی طرح ائمہ فقہاء میں سے بھی صرف ایک کی تقلید کی جائے گی یعنی جو علم وتقویٰ کے لحاظ سے برتر ہو، ہماری تحقیق کے مطابق امام ابوحنیفہ اس معیار پر پورے اترتے ہیں، لہٰذا ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔

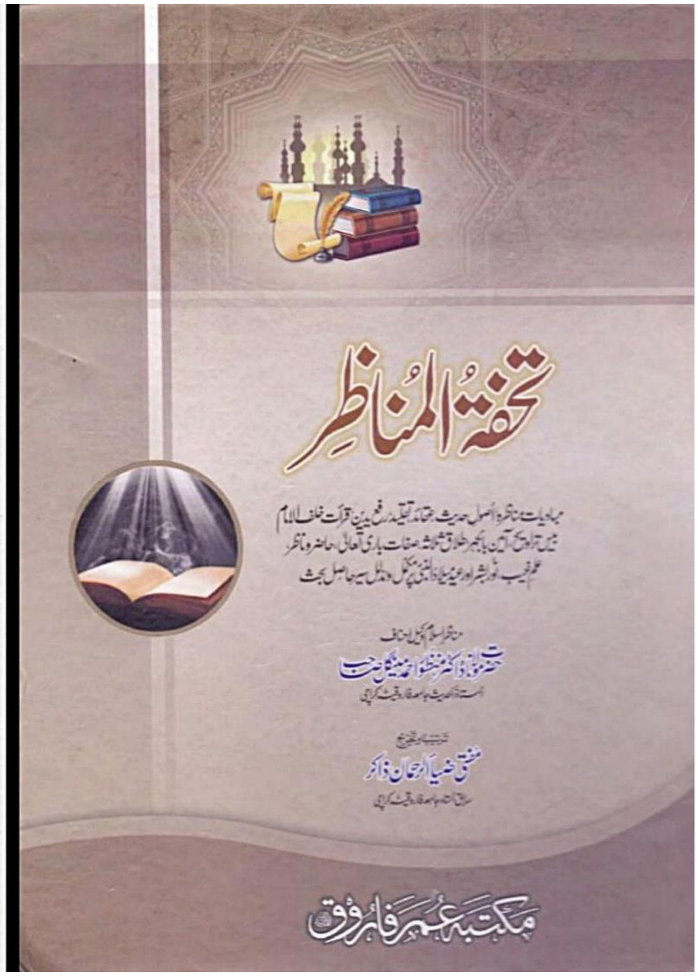
غیر مقلدین بھی تقلید میں مبتلا ہیں

چار ائمہ کو منتخب کر کے پھر کسی ایک امام کو مختص کرنا مقلدین کا تفرد نہیں، غیر مقلدین بھی اسی طرح کرتے ہیں لیکن انداز کچھ اور ہے، غیر مقلدین بھی اپنے عام علماء اور بڑے علماء کو برابر نہیں سمجھتے، جتنا اعتماد انہیں اپنے بڑے علماء پر ہے عام علماء پر نہیں، بڑے علماء میں بھی فرق کرتے ہیں اور یہ فرق صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے بڑے علماء کو علم تقویٰ کی بناء پر زیادہ قابل اعتماد سمجھتے ہیں، اسی لئے عام علماء کے فتاویٰ جمع نہیں کرتے اور تقلید اسی کا نام ہے کہ اتباع الإنسان غیره فی مایقول أو یفعل معتقداً للحقیّة من غیر نظرٍ إلی الدلیل.

غیر مقلدین کے دلائل خود تقلید پر مبنی ہیں، کیونکہ وہ کہتے ہیں امام ابوحنیفہ نے فلاں مسئلے میں حدیث صحیح کی مخالفت کی، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے؟ تو کہتے ہیں حافظ ابن حجر وفلاں فلاں نے اس کی تصحیح کی۔ یہ خود تقلید ہے کہ حافظ ابن حجر وغیرہ کی بات تسلیم کرتے ہیں۔ یہاں دوہرا معیار کہ ائمہ اربعہ کی تقلید حرام وشرک قرار پائے اور حافظ ابن حجر ودیگر محدثین کی تقلید سر آنکھوں پر۔

---

(١) (الصحیح لمسلم، کتاب الإمارة، باب إذا بویع لخلیفتین: ٢/١٢٨، قدیمی).



❋ فرضی صورتیں بنا کر مسائل گھڑنا ❋

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"امت پر فقہ حنفی کا احسان ہے، فقہ حنفی ہی وہ واحد فقہ ہے جس میں فقہ حقیقی اور فقہ تقدیری دونوں موجود ہیں، فقہ حقیقی صرف ان مسائل کا حل ہے جن کا وقوع بھی ہوا، اور فقہ تقدیری فرضی صورتیں بنا کر ان کا جواب دینا کہ اگر یوں ہو تو اس کا حکم یہ ہے۔"

مینگل دیوبندی کے اقرار کے بعد کہ فقہ حنفی کی کتابیں فرضی مسائل سے کالی کر دی گئی ہیں ہم یہ ثابت کر دیں گے فقہ حنفی اصولی طور پر ہی منہج سلف صالحین کے خلاف ہے، یعنی حنفی کم از کم وہ فرقہ نہیں جس پر صحابہ کرام تھے،

سب سے پہلے تو فقہ حنفی کی حقیقت جانتے ہیں......

فقہ حنفی کے اصول مرتب کرنے والے معتزلہ تھے، جو کہ ایک عقل پرست فرقہ ہے،

❁ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"بعض فقہاء عصر کے ذہن میں یہ سمایا ہوا ہے کہ مذہب حنفی کی بنا ان کلمات جدلیہ پر ہے جو سرخسی کی المبسوط، ہدایہ، اور تبیین وغیرہ میں مذکور ہیں، ان کو یہ نہیں پتہ سب سے پہلے معتزلہ نے ان باتوں کی بنیاد ڈالی ہے (اصل) حنفیوں کا مذہب ان چیزوں پر مبنی نہیں"...

مزید فرماتے ہیں:

"یہ مرض فقہاء حنفیہ میں معتزلہ کی چھوت سے پیدا ہوا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ (حنفی اصول) قاعدہ نمبر 5 سب سے پہلے عیسی بن ابان (معتزلی) نے نکالا، پھر حنفی فقہاء کے اکثر متاخرین نے اسے قبول کر کے فروغ دیا۔"

نوٹ: حنفی قاعدہ نمبر 5 یہ ہے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی نقل کیا ہے:

"جب رائے کا دروازہ مسدود ہو جائے تو غیر فقیہ صحابی کی حدیث پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔"

اس میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ کو شمار کرتے ہیں حنفی کہ ان کی حدیث قیاس کے خلاف ہوئی تو قبول نہیں کی جائے گی، دیکھیں فقہ حنفی کے اصول کی کتاب: اصول الشاشی۔

پھر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حنفی اصول لکھ کر ان کا رد کیا اور فرمایا کہ ان اصولوں کی پابندی کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ان کا بے ہودہ تاویلوں سے دفاع کرنے کی ضرورت ہے۔

❁ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"اسی طرح فقہاء زمانہ کے حلقوں میں یہ غلط خیال بھی عام طور پر پھیلا ہوا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے اختلافات کی بنیاد انہی اصولوں کی بنیاد پر ہے جو بزدوی (فقہ حنفی کے اصول کی کتاب) وغیرہ علماء کی تصنیفات میں مذکور ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ اصول خود امام ابو حنیفہ نے وضع نہیں کیے ہیں، بلکہ آپ کے بعض اقوال کو سامنے رکھ کر (معتزلہ کے علماء) نے ان کا استنباط کیا ہے، چنانچہ میرے نزدیک تمام مفصلہ ذیل اصول اس قسم کے ہیں جن کو آئمہ کے کلام سے استخراج کر لیا گیا ہے، یہ ہر گز نہیں کہ یہ اصول خود امام ابو حنیفہ یا ان کے صاحبین سے منقول ہیں، لہذا کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ خوا مخواہ ان اصولوں کی پابندی کی جائے، اور ان (فقہ حنفی کے اصولوں) کی صحت اور معقولیت پر جو اعتراضات اور اشکالات وارد ہوتے ہیں ان کو رد کرنے کے لیے بے ہودہ تکلفات سے کام لیا جائے۔" .....

تفصیل کے لیے دیکھیے: [حجۃ اللہ البالغہ]

.

مقلد مولوی اپنے ویلے حنفی فقہاء کا یہ بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں جو فرضی مسائل سے کتابیں کالی کر کے ان کے ڈھیر لگا گئے ہیں، جیسا کہ مینگل دیوبندی اسے بڑے فخر سے بیان کر رہا ہے، جبکہ بات یہ ہے کہ اگر یہ کوئی اچھا کام ہوتا تو صحابہ کرام نے کیوں نہیں کیا، صحابہ کرام کا اس بارے کیا نظریہ تھا ملاحظہ فرمائیں......

سنن دارمی سے چار صفحات کا سکین لگایا ہے میں نے باسند صحیح اقوال ہیں صحابہ کرام کے ان میں غیر صحیح اقوال بھی تھے لیکن میں وہ پیش نہیں کر رہا صرف صحیح اقوال پر اکتفا کیا ہے:

❁ "ایک آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے کسی چیز کے بارے پوچھا، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو چیز وقوع پذیر نہیں ہوئی اس کے بارے میں نہ پوچھو، میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ایسے شخص پر لعنت کرتے سنا ہے جو ایسی چیز کے متعلق سوال کرے جو ظہور پذیر نہیں ہوئی ہے۔"

.

❁ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے جب کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ پوچھتے تھے، کیا یہ واقعہ رونما ہو چکا ہے؟

اگر ان کا جواب ہاں میں ہوتا تو ان سے حدیث بیان کر دیتے یا پھر اپنی رائے ظاہر کر دیتے تھے، اور اگر لوگو کا جواب نہیں میں ہوتا تو کہہ دیتے تھے کہ اسے چھوڑ دو جب وقوع پذیر ہو تو پوچھنا۔"

❁ "عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے پوچھا یہ رونما ہو چکا ہے؟

لوگو نے کہا نہیں، تو سیدنا عمار نے کہا: جب تک واقعہ نہ ہو ہمیں چھوڑ دو اور اگر وہ وقوع پذیر ہو چکے تو ہم تمہارے لیے مسئلے کی چھان بین کی مشقت برداشت کریں گے۔"

.

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا:

"اس شخص کو گنہگار سمجھتا ہوں جو فرضی مسئلہ پوچھے۔"

❁ مسروق رحمہ اللہ نے کہا: میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چل رہا تھا کہ ایک جوان نے کہا، چچا جان آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ابی بن کعب نے فرمایا: " بھتیجے کیا ایسا معاملہ ہو چکا ہے؟"، عرض کیا نہیں تو انہوں نے جواب دیا:

"اگر نہیں ہوا تو ہمیں معاف رکھو یہاں تک کہ ایسا معاملہ وقوع پذیر ہو جائے۔"

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو دو مرتبہ رمضان کے مہینے پائے اور روزہ نہ رکھے، تو انہوں نے فرمایا: "کیا ایسا ہو چکا ہے یا نہیں؟"

میمون رحمہ اللہ نے فرمایا نہیں، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

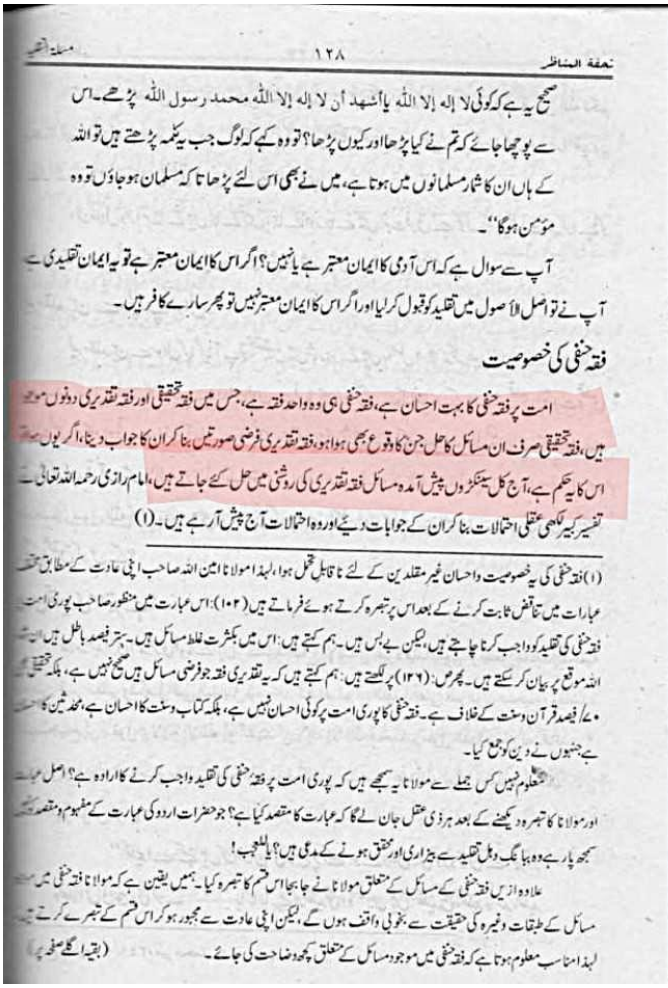
"ایسی نزول سے پہلی بلا کو جانے دو۔" (یعنی جو چیز واقعہ نہیں ہوئی اس کے بارے میں سوال نہ کرو)۔

یہ ہے صحابہ کرام کا مسلک فرضی مسائل کے بارے، اور حنفیوں کا مسلک کیا ہے ایسے ایسے مسائل بیان کر گئے جو چودہ سو سال میں آج تک وقوع پذیر نہیں ہوئے، تو معلوم ہوا:

حنفی کم از کم وہ فرقہ نہیں جس کے بارے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا:

❁ "ناجی جماعت وہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ حنفیت اصولی طور پر ہی شریعت کے خلاف ہے، حنفی وہ فرقہ نہیں جس پر صحابہ کرام ہیں۔



صحیح یہ ہے کہ کوئی لا إله إلا الله یا أشهد أن لا إله إلا الله محمد رسول الله پڑھے۔اس سے پوچھا جائے کہ تم نے کیا پڑھا اور کیوں پڑھا؟ تو وہ کہے کہ لوگ جب یہ کلمہ پڑھتے ہیں تو اللہ کے ہاں ان کا شمار مسلمانوں میں ہوتا ہے، میں نے بھی اس لئے پڑھا تا کہ مسلمان ہو جاؤں تو وہ مؤمن ہوگا''۔

آپ سے سوال ہے کہ اس آدمی کا ایمان معتبر ہے یا نہیں؟ اگر اس کا ایمان معتبر ہے تو یہ ایمان تقلیدی ہے آپ نے تو اصل الاصول میں تقلید کو قبول کرلیا اور اگر اس کا ایمان معتبر نہیں تو پھر سارے کافر ہیں۔

فقہ حنفی کی خصوصیت

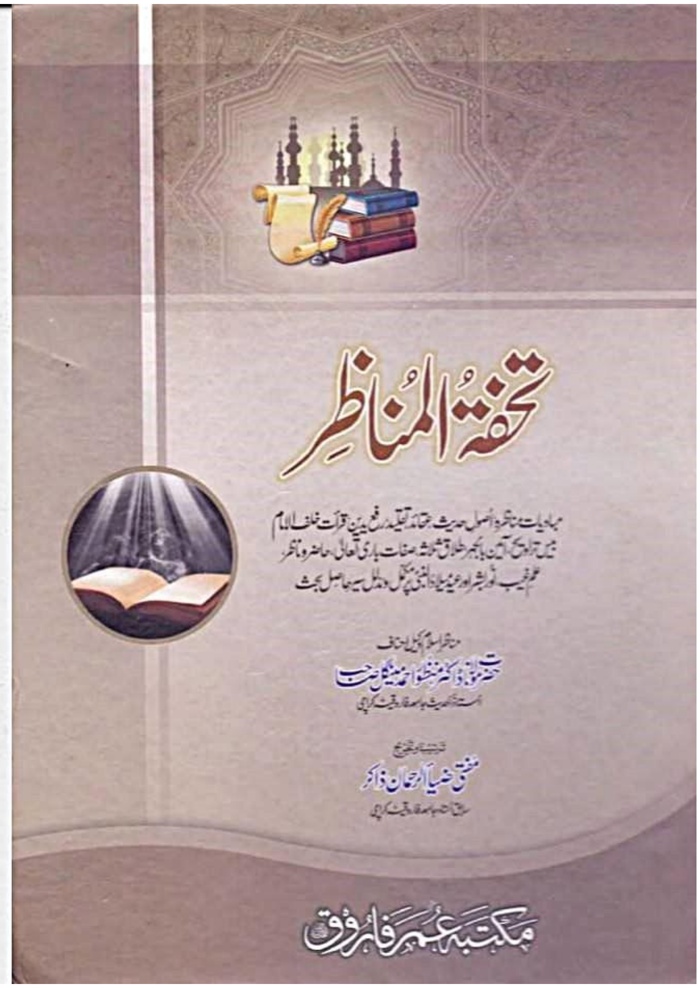
امت پر فقہ حنفی کا بہت احسان ہے، فقہ حنفی ہی وہ واحد فقہ ہے، جس میں فقہ تحقیقی اور فقہ تقدیری دونوں موجود ہیں، فقہ تحقیقی صرف ان مسائل کا حل جن کا وقوع بھی ہوا ہو، فقہ تقدیری فرضی صورتیں بنا کر ان کا جواب دینا، اگر یوں ہو تو اس کا یہ حکم ہے، آج کل سینکڑوں پیش آمدہ مسائل فقہ تقدیری کی روشنی میں حل کئے جاتے ہیں، امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر کبیر لکھی عقلی احتمالات بنا کر ان کے جوابات دیئے اور وہ احتمالات آج پیش آرہے ہیں۔(۱)

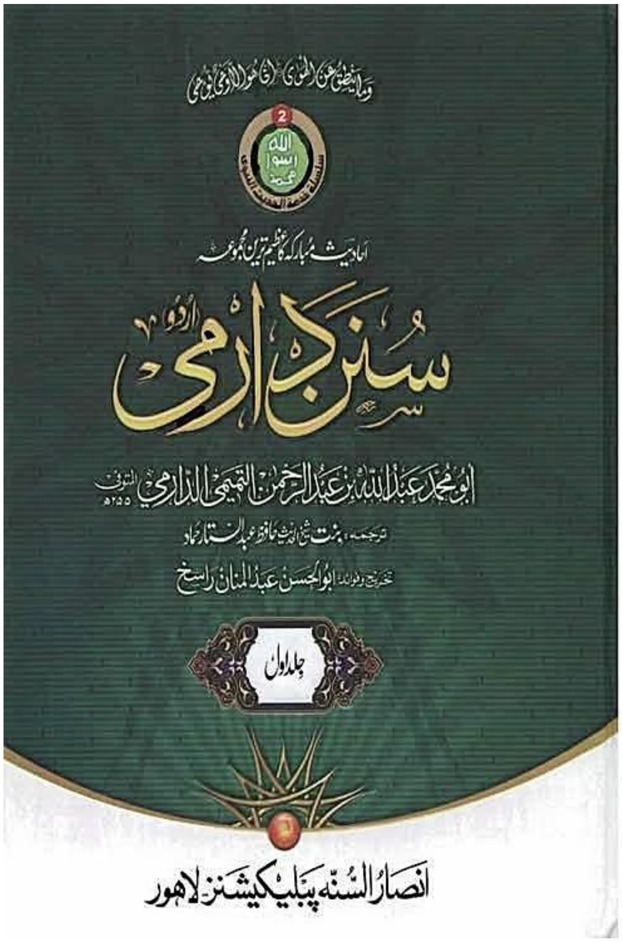
---

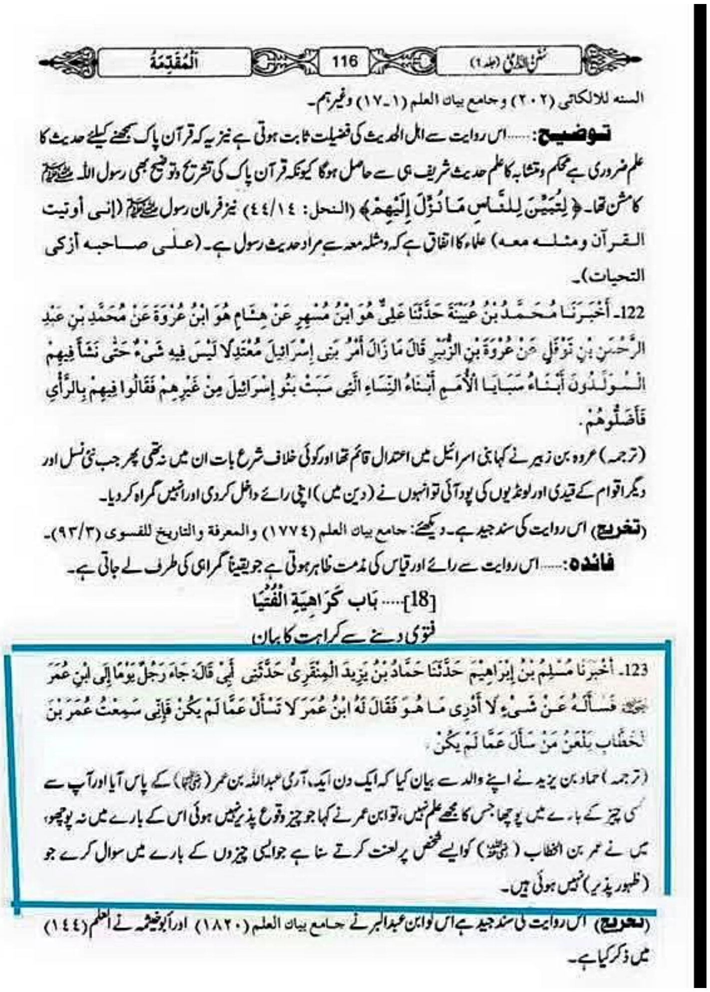
(۱) فقہ حنفی کی یہ خصوصیت واحسان غیر مقلدین کے لئے ناقابل تحمل ہوا، لہذا مولانا امین اللہ صاحب اپنی عادت کے مطابق عبارات میں تناقض ثابت کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں (۱۰۲): اس عبارت میں منظور صاحب پوری امت پر فقہ حنفی کی تقلید کو واجب کرنا چاہتے ہیں، لیکن بے بس ہیں۔ہم کہتے ہیں: اس میں بکثرت غلط مسائل ہیں۔ ستر فیصد باطل ہیں ان شاء اللہ موقع پر بیان کر سکتے ہیں۔ پھر ص: (۱۳۶) پر لکھتے ہیں: ہم کہتے ہیں کہ یہ تقدیری فقہ جو فرضی مسائل ہیں صحیح نہیں ہے، بلکہ تحقیقی ۷۰/ فیصد قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ فقہ حنفی کا پوری امت پر کوئی احسان نہیں ہے، بلکہ کتاب وسنت کا احسان ہے، محدثین کا احسان ہے جنہوں نے دین کو جمع کیا۔

معلوم نہیں کس جملے سے مولانا یہ سمجھے ہیں کہ پوری امت پر فقہ حنفی کی تقلید واجب کرنے کا ارادہ ہے؟ اصل عبارت اور مولانا کا تبصرہ دیکھنے کے بعد ہر ذی عقل جان لے گا کہ عبارت کا مقصد کیا ہے؟ جو حضرات اردو کی عبارت کے مفہوم ومقصد کو سمجھ پا رہے وہ ببانگ دہل تقلید سے بیزاری اور محقق ہونے کے مدعی ہیں؟ یا للعجب!

علاوہ ازیں فقہ حنفی کے مسائل کے متعلق مولانا نے جا بجا اس قسم کا تبصرہ کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ مولانا فقہ حنفی میں مسائل کے طبقات وغیرہ کی حقیقت سے بخوبی واقف ہوں گے، لیکن اپنی عادت سے مجبور ہو کر اس قسم کے تبصرے کرتے ہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی میں موجود مسائل کے متعلق کچھ وضاحت کی جائے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)







سنن الدارمی (جلد ۱) | 116 | المُقدِّمَة

السنہ للالکائی (۲۰۲) وجامع بیان العلم (۱۔۱۷) وغیرہم۔

توضیح:...... اس روایت سے اہل الحدیث کی فضیلت ثابت ہوتی ہے نیز یہ کہ قرآن پاک سمجھنے کیلئے حدیث کا علم ضروری ہے محکم ومتشابہ کا علم حدیث شریف ہی سے حاصل ہوگا کیونکہ قرآن پاک کی تشریح وتوضیح بھی رسول اللہ ﷺ کا مشن تھا۔ ﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۱۴/۴۴) نیز فرمان رسول ﷺ (إنی أوتیت القرآن ومثلہ معہ) علماء کا اتفاق ہے کہ ومثلہ معہ سے مراد حدیث رسول ہے۔ (علی صاحبہ أزکی التحیات)۔

122۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ هُوَ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ هُوَ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ مَا زَالَ أَمْرُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُعْتَدِلًا لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ حَتَّى نَشَأَ فِيهِمُ الْمُوَلَّدُونَ أَبْنَاءُ سَبَايَا الْأُمَمِ أَبْنَاءُ النِّسَاءِ الَّتِي سَبَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ مِنْ غَيْرِهِمْ فَقَالُوا فِيهِمْ بِالرَّأْيِ فَأَضَلُّوهُمْ.

(ترجمہ) عروہ بن زبیر نے کہا بنی اسرائیل میں اعتدال قائم تھا اور کوئی خلاف شرع بات ان میں نہ تھی پھر جب نئی نسل اور دیگر اقوام کے قیدی اور لونڈیوں کی پود آئی تو انہوں نے (دین میں) اپنی رائے داخل کردی اور انہیں گمراہ کر دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: جامع بیان العلم (۱۷۷۴) والمعرفة والتاریخ للفسوی (۹۳/۳)۔

فائدہ:...... اس روایت سے رائے اور قیاس کی مذمت ظاہر ہوتی ہے جو یقیناً گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔

[18]..... بَاب كَرَاهِيَةِ الْفُتْيَا
فتوی دینے سے کراہت کا بیان

123۔ أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ يَزِيدَ الْمِنْقَرِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَوْمًا إِلَى ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ لَا تَسْأَلْ عَمَّا لَمْ يَكُنْ فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَلْعَنُ مَنْ سَأَلَ عَمَّا لَمْ يَكُنْ.

(ترجمہ) حماد بن یزید نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ایک دن ایک آدمی عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کے پاس آیا اور آپ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا جس کا مجھے علم نہیں، تو ابن عمر نے کہا جو چیز وقوع پذیر نہیں ہوئی اس کے بارے میں نہ پوچھو، میں نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو ایسے شخص پر لعنت کرتے سنا ہے جو ایسی چیزوں کے بارے میں سوال کرے جو (ظہور پذیر) نہیں ہوئی ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے اس کو ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم (۱۸۲۰) اور ابوخیثمہ نے العلم (۱۴۴) میں ذکر کیا ہے۔

المقدمة | 128 | سنن الدارمي (جلد ۱)

152۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ فَأَخْبَرَنَا عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ فَتًى مَا تَقُولُ يَا عَمَّاهُ فِي كَذَا وَكَذَا قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَكَانَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَأَعْفِنَا حَتّٰى يَكُونَ.

(ترجمہ) مسروق نے کہا: میں ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ چل رہا تھا کہ ایک جوان نے کہا: چچا جان آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا بھتیجے کیا ایسا (معاملہ) ہو چکا ہے؟ عرض کیا نہیں، تو انہوں نے جواب دیا: اگر نہیں ہوا تو ہمیں معاف رکھو یہاں تک کہ ایسا معاملہ وقوع پذیر ہو جائے۔

(تخریج) یہ روایت صحیح ہے۔ دیکھئے: العلم لابی خیثمہ (۷٦) الفقیہ والمتفقہ (۸/۲)، الإبانہ (۳۱۵) جامع بیان العلم (۱٦۰٤)۔

153۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُجِبْ فِيهِ إِلَّا جَوَابَ الَّذِي سُئِلَ عَنْهُ.

(ترجمہ) اعمش (سلیمان بن مہران) نے کہا ابراہیم النخعی (رحمہ اللہ) سے جب مسائل دریافت کئے جاتے تو صرف انہیں مسائل کا جواب دیتے جو پہلے آپ سے پوچھے جا چکے ہوتے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے اور یہ حلية الأولیاء (۲۱۹/٤) میں موجود ہے۔

154۔ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّهُ كَانَ لَا يُفْتِي فِي الْفَرْجِ بِشَيْءٍ فِيهِ اخْتِلَافٌ.

(ترجمہ) ہشام بن حسان نے کہا محمد بن سیرین (رحمہ اللہ) شرم گاہ سے متعلق مختلف فیہ مسائل میں فتویٰ نہیں دیتے تھے۔ (یعنی نکاح وطلاق کے مختلف فیہ مسائل میں۔ واللہ اعلم)

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے لیکن امام دارمی کے علاوہ کسی نے [illegible]

155۔ أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ سَأَلْتُ طَاوُسًا عَنْ مَسْأَلَةٍ فَقَالَ لِي كَانَ هٰذَا قُلْتُ: نَعَمْ۔ قَالَ: آللّٰهِ؟ قُلْتُ آللّٰهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا أَخْبَرُونَا عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَعْجَلُوا بِالْبَلَاءِ قَبْلَ نُزُولِهِ فَيَذْهَبَ بِكُمْ هَا هُنَا وَهَا هُنَا فَإِنَّكُمْ إِنْ لَمْ تَعْجَلُوا بِالْبَلَاءِ قَبْلَ نُزُولِهِ لَمْ يَنْفَكَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَكُونَ فِيهِمْ مَنْ إِذَا سُئِلَ سُدِّدَ وَإِذَا قَالَ وُفِّقَ.

(ترجمہ) صلت بن راشد نے کہا: میں نے طاؤس (رحمہ اللہ) سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے دریافت کیا یہ مسئلہ وقوع پذیر ہوا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، تو کہا قسم کھاؤ ایسا ہو چکا ہے میں نے عرض کیا اللہ کی قسم ایسا ہو چکا ہے پھر انہوں نے کہا: ہمارے ساتھیوں نے ہمیں معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے یہ خبر دی ہے کہ انہوں نے کہا: بلاء ومصیبت کے سلسلہ

المقدمة | 117 | سنن الدارمي (جلد ۱)

فوائد:

- فرضی مسائل پوچھنے کی مذمت اس سے معلوم ہوتی ہے۔
- اور جو شخص من گھڑت مسائل وفتاوے پوچھے اس پر لعنت ہے اور یہ لعنت حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے الفاظ میں ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.)) (دیکھئے حدیث رقم ۹٦)۔

124۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يَقُولُ إِذَا سُئِلَ عَنِ الْأَمْرِ أَكَانَ هٰذَا فَإِنْ قَالُوا نَعَمْ قَدْ كَانَ، حَدَّثَ فِيهِ بِالَّذِي يَعْلَمُ وَالَّذِي يَرَى وَإِنْ قَالُوا لَمْ يَكُنْ قَالَ فَذَرُوهُ حَتّٰى يَكُونَ.

(ترجمہ) امام زہری نے کہا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے جب کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ پوچھتے تھے: کیا یہ واقعہ رونما ہو چکا ہے؟ اگر ان کا جواب ہاں میں ہوتا تو ان سے حدیث بیان کر دیتے یا پھر اپنی رائے ظاہر کر دیتے تھے اور اگر لوگوں کا جواب "نہیں" میں ہوتا تو کہہ دیتے تھے کہ جانے دو جب وقوع پذیر ہو تو پوچھنا۔

(تخریج) یہ اثر امام زہری کے بلاغیات میں سے ہے۔ امام دارمی کے علاوہ خطیب بغدادی نے الفقیہ والمتفقہ (۸/۲) میں ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم (۱۸۱۳) اور ابن بطہ نے الإبانة (۳۱۸) میں ذکر کیا ہے۔

125۔ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سُئِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَقَالَ هَلْ كَانَ هٰذَا بَعْدُ قَالُوا لَا قَالَ دَعُونَا حَتّٰى تَكُونَ فَإِذَا كَانَتْ تَجَشَّمْنَاهَا لَكُمْ.

(ترجمہ) عامر نے کہا کہ عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہ) سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے پوچھا یہ رونما ہو چکا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں تو عمار نے کہا: جب تک واقع نہ ہو ہمیں چھوڑ دو اور اگر وہ واقعہ وقوع پذیر ہو چکے تو ہم تمہارے لئے مسئلہ کے چھان بین کی مشقت برداشت کریں گے۔

(تخریج) اس روایت میں انقطاع ہے اور اسے خطیب نے الفقیہ والمتفقہ (۸/۲) میں ذکر کیا ہے اور اس کا شاہد صحیح بھی موجود ہے۔

126۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ أُحَرِّجُ بِاللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ سَأَلَ عَمَّا لَمْ يَكُنْ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَيَّنَ مَا هُوَ كَائِنٌ.

(ترجمہ) عمر (رضی اللہ عنہ) نے منبر پر فرمایا: میں اس شخص کو گنہگار سمجھتا ہوں جو فرضی مسئلہ پوچھے کیونکہ جو چیز ظہور پذیر ہونے والی ہے اسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے۔

میں اس کے نزول سے پہلے جلد بازی نہ کرو ہو سکتا ہے وہ تمہیں ادھر ادھر بھٹکا لے جائے اگر تم مصیبت کے نزول سے پہلے جلد بازی نہ کرو گے تو اس سے بچ نہ سکو گے جب ایسے لوگ رہیں گے جن سے پوچھا جائے تو صحیح جواب دیں اور جب کہیں تو صحیح کہیں۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے اور اثر رقم (۱۱۸) میں گذر چکی ہے نیز دیکھئے: الإبانة لابن بطة (۲۹۳)۔

156۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ أَدْرَكَهُ رَمَضَانَانِ فَقَالَ أَكَانَ أَوْ لَمْ يَكُنْ قَالَ لَمْ يَكُنْ بَعْدُ فَقَالَ اتْرُكْ بَلِيَّتَهُ حَتَّى تَنْزِلَ قَالَ فَدَلَّسْنَا لَهُ رَجُلًا فَقَالَ قَدْ كَانَ فَقَالَ يُطْعِمُ عَنِ الْأَوَّلِ مِنْهُمَا ثَلَاثِينَ مِسْكِينًا لِكُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينٌ.

(ترجمہ) عمرو بن میمون نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ابن عباس سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو دو مرتبہ رمضان کے مہینے پائے اور (روزہ نہ رکھے) انہوں نے کہا: کیا ایسا ہو چکا ہے یا نہیں؟ میمون نے کہا نہیں تو ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: ایسی نزول سے پہلی بلا کو جانے دو (یعنی جو چیز واقع نہیں ہوئی اس کے بارے میں سوال نہ کرو) لہٰذا ہم نے ایک شخص کے بارے میں جھوٹ موٹ کہا کہ اسے یہ مسئلہ درپیش ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ پہلے رمضان کے تیس روزوں کے بدلے تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: سنن البیہقی (۲۵۳/۴) مصنف عبدالرزاق (۷۶۲۸) سنن دارقطنی (۱۹۶/۲) المجموع (۳۶۳/۶) معرفة السنن والآثار (۳۰۶/۶)۔

فوائد: ......ان تمام آثار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلاف کرام فرضی مسائل میں نہیں الجھتے تھے اور صرف پیش آمدہ مسائل ہی کا جواب دیتے تھے اور اختلافی مسائل میں فتویٰ دینے سے بھی گریز کرتے تھے نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نیک، راست باز توفیق و صحیح سوجھ بوجھ والے بندے ہمیشہ موجود رہیں گے۔ (جعلنا اللہ وایاکم منہم۔ آمین)

ایسا شخص جس نے بلا عذر شرعی دو بار رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر کفارہ اور قضا دونوں ہے یعنی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور ساٹھ دن کے روزے رکھے۔ (دیکھئے: المغنی لابن قدامه (۴۰۱/۴))

157۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِمْرَانَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ كُنْتُ أَجْلِسُ بِمَكَّةَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ يَوْمًا وَإِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَوْمًا فَمَا يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ فِيمَا يُسْأَلُ لَا عِلْمَ لِي أَكْثَرُ مِمَّا يُفْتِي بِهِ.

(ترجمہ) عبید بن جریج نے کہا کہ میں مکہ میں ایک دن عبداللہ بن عمر کے پاس اور ایک دن عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) کے پاس بیٹھتا تھا، میں نے دیکھا کہ ابن عمر فتویٰ دینے سے زیادہ اکثر مسائل میں کہتے رہے: ''لا علم لی'' کہ مجھے اس بارے